الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 04 دسمبر 2009ء | 16 ذی الحجہ 1430 ہجری قمری — 04 فتح 1388 ہجری شمسی | شمارہ 49

ہر کام خدا کی رضا کی خاطر

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے سب کام اللہ کی رضا کے تابع ہوتے تھے اور جس کام سے خدا ناراض ہوتا ہے آپ اس سے دور رہتے تھے۔ آپ کی کوئی ذاتی خواہش اور مرضی نہ تھی۔

(نوادر الاصول حکیم ترمذی جلد 4 صفحہ 215 دارالجبل بیروت 1992ء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہمارا اصل منشاء اور آنے کی غرض یہ نہیں کہ عیسیٰ فوت ہوگیا۔ یہ تو ایک سچائی تھی جو ہم نے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہی ظاہر کیا۔ ہم نے اسی طرح اس کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جس جسم کے ساتھ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہیں حضرت عیسیٰؑ بھی اسی جسم کے ساتھ گئے ہیں۔ وہ وہ جسم ہیں جو مرنے کے بعد دیئے جاتے ہیں۔ جسم جو کھانے پینے کا محتاج ہے آسمان پر نہیں جاتا۔

”قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اس قدر استیلاء کرے کہ ماسوی اللہ جل جاوے۔ یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہیں اور یہی وہ نسخہ ہے جو اسی عالم میں انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اُس عالم کی برکات اور فیوض کو اس عالم میں پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اس زمرہ سے الگ ہیں۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل :73)۔ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن : 47) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں ان کو دو جنت ملتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک جنت تو وہ ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے۔ دوسری جنت اسی دنیا میں عطا ہوتی ہے اور یہی جنت اس دوسری جنت کے ملنے اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹھہر جاتی ہے۔ ایسا مومن دنیا میں بہت سے دوزخوں سے رہائی پاتا ہے۔ مختلف قسم کی بداخلاقیاں یہ بھی دوزخ ہی ہیں۔ جن چیزوں سے شدید تعلق ہو جاتا ہے وہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے۔ کیونکہ پھر ان کو چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ مثلاً مال سے محبت ہو اور اسے چور لے جائیں تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہیں یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر اور جن فانی اشیاء سے محبت ہے وہ اگر تلف ہو جائیں یا مر جاویں تو اس کو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے۔

مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مر گیا جس کے غم میں وہ رو رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تُو کیوں روتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز مر گیا۔ اس نے کہا کہ تُو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیوں کی؟

اصل بات یہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جُدائی ضروری ہوگی۔ یا یہ خود جائے گا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے۔ پس وہ مفارقت عذاب کا موجب ہو جائے گی لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہیں اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہیں ہوتے وہ اس عذاب سے بچا لئے جاتے ہیں...........

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہمارا اصل منشاء اور آنے کی غرض یہ نہیں کہ عیسیٰ فوت ہوگیا۔ یہ تو ایک سچائی تھی جو ہم نے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہی ظاہر کیا۔ ہم نے اسی طرح اس کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ ہمیں حضرت عیسیٰ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول اور پیغمبر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں گئے۔ ہم کو ان کی تذلیل منظور نہیں۔ مگر ہم کیا کریں اصل بات ہی یہ ہے۔ جو امر ہم کسی نبی اور رسول کے لئے نہیں مانتے ہم کیونکر ان کے ساتھ اسے مختص کریں۔ ہاں ہم کو بخل نہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جس جسم کے ساتھ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہیں حضرت عیسیٰؑ بھی اسی جسم کے ساتھ گئے ہیں۔ مگر ان لوگوں کی غلطیوں اور خود تراشیدہ خیالات کو کیسے مان لیں۔

یہ خوب یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر روح بلا جسم ہرگز نہیں مانتے۔ ہم مانتے ہیں کہ وہ وہاں جسم ہی کے ساتھ ہی ہیں۔ ہاں فرق اتنا ہے کہ یہ لوگ جسم عنصری کہتے ہیں اور مَیں کہتا ہوں کہ وہ جسم وہی ہے جو دوسرے رسولوں کو دیا گیا ہے۔ دوزخیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (الاعراف:41)۔ یعنی کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاویں گے۔ اور مومنوں کے لئے فرماتا ہے مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ (ص:51)۔ اب ان آیات میں لَهُمْ کا لفظ اجسام کو چاہتا ہے تو کیا یہ سب کے سب پھر اسی جسم عنصری کے ساتھ جاتے ہیں؟ نہیں۔ ایسا نہیں۔ جسم تو ہوتے ہیں مگر وہ، وہ جسم ہیں جو مرنے کے بعد دیئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:30-31) بھی اجسام کو چاہتا ہے۔

پھر تیسری شہادت آنحضرت ﷺ کی رؤیت ہے۔ معراج میں آپؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰؑ کے ساتھ دیکھا۔ وہاں آپ نے رُوحیں تو نہ دیکھی تھیں۔ یعنی جسم صرف حضرت عیسیٰ کا ہو اور باقی نبیوں کی رُوحیں تھیں اور مسیح ہی کا جسم تھا۔

سچی اور بالکل سچی اور صاف بات یہی ہے کہ اجسام ضرور ملتے ہیں لیکن یہ عنصری اجسام یہاں ہی رہ جاتے ہیں، یہ اوپر نہیں جا سکتے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے کفار کے جواب میں فرمایا قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل:94)۔ یعنی ان کو کہہ دے میرا ربّ اس سے پاک ہے جو اپنے وعدوں کے برخلاف کرے جو وہ پہلے کر چکا ہے۔ مَیں تو صرف ایک بشر رسول ہوں۔ سُبْحَان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ سابق جو وعدے ہو چکے ہیں ان کی خلاف ورزی وہ نہیں کرتا۔ وہ وعدہ کیا ہے؟ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (البقرة: 37)۔ اور ایسا ہی فرمایا اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا (المرسلت:26)۔ اور پھر فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ (الاعراف:26)۔ ان سب آیتوں پر اگر یکجائی نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسم جو کھانے پینے کا محتاج ہے آسمان پر نہیں جاتا۔ پھر ہم دوسرے نبیوں سے بڑھ کر مسیح میں یہ خصوصیت کیونکر تسلیم کر لیں“۔

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ 397 تا 399۔ جدید ایڈیشن)

مسئلہ ختم نبوت کے متعلق چند دلائل

(حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد (مرحوم) کے تبلیغی واقعات کے حوالہ سے)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچائے“۔ (الحکم قادیان 26/اگست 1903ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو جلسہ سالانہ برطانیہ اور جلسہ سالانہ جرمنی 2009ء کے اختتامی خطابات میں نہایت ہی پُرشوکت الفاظ میں تبلیغ اسلام و احمدیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت مرد و زن، چھوٹے بڑے مصمّم ارادوں کے ساتھ اپنے امام ایدہ اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تبلیغ پر کمربستہ ہوں گے۔

ہم تمام قارئین کے لئے اور خصوصاً داعیان الی اللہ کے فائدہ کے لئے علمائے سلسلہ کے بعض دلچسپ تبلیغی واقعات الفضل میں شائع کر رہے ہیں جن سے نہ صرف مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات سے آگاہی ہوتی ہے بلکہ دلائل کو پیش کرنے کا اسلوب بھی عطا ہوتا ہے۔ ذیل میں حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم کی تصنیف ”دلچسپ تبلیغی واقعات و مشاہدات (1943ء تا 2005ء)“ سے بعض واقعات کا انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

……”عرصہ ہوا بعض سعید الفطرت نوجوان ربوہ تشریف لائے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ اگر آپ حضرات اپنے گھر جائیں اور آپ سے کوئی رشتہ دار بات ہی نہ کرے تو آپ کیا سمجھیں گے۔ کہنے لگے یہی کہ وہ ناراض ہوگئے ہیں۔ مَیں نے کہا اب آپ غور فرمائیں کہ چودہ سو سال سے خدائے عزوجل صلحائے امت کو مکالمہ مخاطبہ اور الہامات سے نوازتا آرہا ہے۔ مگر آج سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی ان کو جاری نہیں مانتا اور پوری دنیائے اسلام کے مذہبی لیڈر بھی اس نعمت الٰہی سے محروم ہیں۔ ثابت ہوا کہ خالق کائنات ان سے ناراض ہے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ خدا قیامت کے دن مجرموں سے ہرگز کلام نہیں کرے گا اور انہیں عذاب الیم میں داخل کرے گا۔ (البقرۃ:174)“۔

پرویزی مسلک اور ختم نبوت

……”ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیت الفضل اسلام آباد کی بالائی منزل میں قیام فرما تھے اور خاکسار نیچے کمرہ میں۔ پرویزی مسلک کے ایک نوجوان پیغام لائے کہ آپ کے مرزا صاحب نے مجھے آپ کے پاس گفتگو کے لئے بھیجا ہے۔ **میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجدد، ولی، نبی اور وحی والہام بلکہ سچی خواب کا دعویٰ ختم نبوت کے منافی ہے۔ اب ہمارے لئے قیامت تک قرآن کافی ہے۔** (یاد رہے کہ یہی نظریہ ملک محمد جعفر خان وزیر مملکت مذہبی امور کا تھا اور اسی کے مطابق انہوں نے 7 ستمبر کی قرارداد کا مسودہ لکھا۔ شاہد) مَیں نے ان کا پُرتپاک استقبال کیا اور عرض کیا کہ اس میں مسلمانوں کو کلام نہیں کہ قرآن مجید مکمل دستور ہے مگر قیامت کا عالم یہ ہے کہ مسلم دنیا کے تمام 72 فرقے اسی کامل قانون کے الگ الگ اور متضاد معنی کرتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ایک قرآن کی 72 تفسیریں ہیں۔ قرآن میں یہ بھی پیشگوئی ہے کہ دین کامل کو ساری دنیا پر غلبہ نصیب ہوگا۔

مگر سوال یہ ہے کہ دستور قرآنی کی 72 تفسیروں میں سے کس کو مستند (Authority) قرار دے تا اس پر خود عمل کرے اور غیر مسلموں کو بھی دعوت قرآن دے۔ علماء خواہ لاکھوں ہوں وہ صرف اپنے فرقہ کے وکیل ہیں اور فیصلہ وکیل نہیں کرسکتے حکومت کا مقرر کردہ جج ہی کرسکتا ہے۔

اس دستوری نکتہ کو پیش کرنے کے بعد مَیں نے ان سے دریافت کیا کہ قرآن عظیم نے عاد ارم، اصحاب الاخدود، اصحاب الحجر، قوم تبع اور فراعنہ مصر کا ذکر کیا ہے جن میں بعض کی آبادی متحدہ پاکستان سے بھی کم تھی۔ اگر آپ واقعی قرآن مجید کو کامل سمجھتے ہیں تو بتایئے آج پوری امت مسلمہ (جو کروڑوں پر محیط ہے) کی اس عالمی مصیبت اور اس کے علاج کا ذکر بھی اس میں لکھا ہے۔ میرے اس سوال پر وہ سخت پریشان ہوکر فرمانے لگے کہ مَیں نے کبھی اس پہلو سے قرآن پڑھا ہی نہیں، آپ بتایئے۔

اس پر مَیں نے کہا جماعت احمدیہ کا یقین ہے کہ بلاشبہ کتاب اللہ مکمل شریعت ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے عہد حاضر کے مسلمانوں کی کیفیت کا نقشہ ہی نہیں کھینچا، اس کا علاج بھی بتا دیا ہے۔ چنانچہ سورہ آل عمران کی آیت 180 میں صاف پیشگوئی موجود ہے کہ ایک وقت امت پر ایسا آئے گا جبکہ خبیث اور طیب یعنی قرآن کے غلط اور صحیح معانی آپس میں مخلوط ہوجائیں گے مگر خدا تعالیٰ جس نے اس آفاقی قانون کو اتارا ہے اس صورت حال پر معاذ اللہ خاموش تماشائی نہیں بنا رہے گا۔ نہ وہ ہر ایک مسلمان کو اصل معنی سے باخبر فرمائے گا بلکہ جسے وہ چاہے گا اسے رسول کے طور پر چن لے گا۔ اس وقت تمہارا فرض ہوگا کہ دستور قرآنی کی اس تشریح کو قبول کرو جو اس آسمانی جج کی طرف سے کی جائے اور گو اس میں مشکلات بے انداز ہوں گی لیکن اگر ایمان لاؤ گے اور تقویٰ پر بھی قدم مارو گے تو تمہیں اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔ یہ قرآنی فیصلہ انہوں نے گہری دلچسپی سے سنا اور اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کا وعدہ کر کے رخصت ہوگئے۔

دین کامل ہونے کے باوجود نبی کی ضرورت

……زیارت ربوہ کے لئے آنے والے وفد میں شامل ایک سنجیدہ نوجوان نے دریافت کیا کہ جب دین **مکمل ہوگیا تو اب کسی نبی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔** مَیں نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ……(المائدہ:4)۔ کی مکمل آیت پڑھی اور بتایا کہ یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ اس نے چودہ سو سال قبل اکمال دین کی خوشخبری دیتے ہوئے ساتھ یہ خبر **بھی دے دی تھی کہ ہم نے اُمّت پر ”اتمام نعمت“ بھی فرما دی ہے جس کے معنی سورۃ یوسف کی ابتدائی آیت کے مطابق فیضان نبوت کے عطا کئے جانے کے ہیں۔** چنانچہ ان آیات میں ہے کہ ہم نے حضرت یوسف، آل یوسف، آل یعقوب اور ابراہیم و اسحاق پر بھی اتمام نعمت فرمائی۔ یعنی ان کو نعمت نبوت سے سرفراز فرمایا۔ انہیں از حد حیرت ہوئی کہ واقعی یہ الفاظ کلام اللہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ سورۃ المائدہ اور سورۃ یوسف کی معین آیات ملاحظہ کر کے وہ مطمئن ہوگئے۔

دوران گفتگو ان کی خدمت میں یہ نکتہ بھی پیش کرنے کی توفیق ملی کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ کتابیں چار نازل ہوئیں اور نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے۔ دوسرے الفاظ میں مذہب کی پانچ ہزار سالہ تاریخ میں صرف چار شرعی نبی مبعوث ہوئے اور باقی سب کا مشن پہلی شریعت ہی کا احیا اور ازسرنو قیام تھا۔ اس اعتبار سے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ:4) کے فقط یہی معنی متعین ہوتے ہیں کہ **قرآن شریف قیامت تک کے لئے مکمل کتاب ہے۔ اب کوئی شخص کسی نئی شریعت کا حامل نہیں ہوسکتا اور اس عقیدہ پر احمدیت کا مکمل ایمان ہے۔** یہی وجہ ہے کہ وہ بابیت و بہائیت کے خلاف شروع سے لسانی و قلمی جہاد کر رہے ہیں۔

دوسری طرف مخالف احمدیت علماء جو ”ختم نبوت“ کے محافظ بنے پھرتے ہیں ان دجالی تحریکوں کے پشت پناہ بنے ہوئے ہیں جس سے آنحضرتؐ کی پُرازنور ذات اقدس سے ان کی پوشیدہ عداوت اور دشمنی کا صاف پتہ چل جاتا ہے۔ یہ گروہ قرآنی روح سے بیگانہ محض طبقہ رسول اور نبی میں امتیاز کرتا ہے۔ اس کے عقیدہ کے مطابق رسول نئی شریعت لاتا ہے جبکہ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں۔ قرآن سے باغی بہائی فرقہ کی بنیاد بالکل یہی ہے اور ان کا استدلال یہ ہے کہ قرآن نے آنحضرتؐ کو ”خاتم النبیین“ کا خطاب دیا ہے خاتم الرسل کا نہیں۔ ثابت ہوا کہ نئی شریعت آسکتی ہے اور یہی دعویٰ باب اور بہاء اللہ کا تھا۔ فرمایئے مکفر علماء پر کیوں سکوتِ مرگ طاری ہے اور وہ کیوں اس کا جواب نہیں دیتے۔

احمدی چونکہ عاشق قرآن ہیں اس لئے وہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس شرمناک عقیدہ کو گوارا نہیں کرسکتے۔ قرآن مجید نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بیک وقت رسول و نبی دونوں القاب سے یاد فرمایا ہے (سورۃ مریم:55) اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ابراہیمی شریعت کے تابع تھے۔ ہرگز کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے۔

دراصل رسول و نبی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ اس پہلو سے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق خدا کی رہنمائی کے لئے اس کو مامور کیا جاتا ہے وہ رسول کہلاتا ہے اور کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے کے باعث اس کا نام نبی رکھا جاتا ہے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب اور عقیدہ ختم نبوت

……سیدنا محمود حضرت مصلح موعودؓ کے عہد مبارک کے آخری دور کا واقعہ ہے جبکہ حضرت سیدی مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے مجھے جلسہ سالانہ کے لئے پرالی فراہم کرنے کی غرض سے تحصیل حافظ آباد بھجوایا۔ مَیں شام کو حافظ آباد سے بذریعہ ٹانگہ کولوتارڑ پہنچا۔ جہاں قصبہ کے رئیس اعظم چوہدری محمد فیروز صاحب تارڑ جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ اگرچہ آپ اس وقت بستی میں نہ تھے مگر ان کی حویلی میں ان کے بعض عزیز مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ وہیں ایک اہل حدیث عالم جناب مولوی عبدالقادر صاحب بھی موجود تھے۔ جونہی مَیں نے سلام کیا انہوں نے فرمایا معلوم ہوتا ہے آپ ربوہ سے آرہے ہیں۔ آپ لوگ بہت اچھے ہیں۔ اے کاش آپ کا ختم نبوت پر بھی ایمان ہوتا۔ مَیں نے بیساختہ جواب دیا آج پوری دنیا میں صرف احمدی ہی ختم نبوت کے قائل ہیں جس کا ایک فیصلہ کن ثبوت یہ ہے کہ دیوبندی عالم دین شبیر احمد عثمانی صاحب نے اپنے رسالہ ”الشہاب“ میں اگرچہ ہمیں کافر اور واجب القتل تک لکھا ہے مگر آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر کرنے پر وہ بھی مجبور ہیں کہ:

”جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہوجاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلعم پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے“۔ (ترجمہ قرآن مجید حاشیہ بر آیت خاتم النبیین)

میری زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی جناب ”مولانا“ صاحب سخت مشتعل ہوگئے اور تحدی کے ساتھ کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ میرے پاس علامہ عثمانی کا ترجمہ موجود ہے جس میں ہرگز یہ ترجمہ موجود نہیں۔ یہ کہہ کر وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے گھر گئے اور ترجمہ لے آئے اور چیلنج کیا کہ یہ عبارت اس میں سے نکال کر دکھاؤ ورنہ افترا پردازی کا اقرار کرو۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ تشریح آیت خاتم النبیین کے ترجمہ کے دوسرے صفحہ پر ہے۔ مَیں نے اطمینان سے آیت کے ترجمہ کا صفحہ الٹ کر دوسرے صفحہ پر موجود یہ پوری عبارت ان کے سامنے رکھ دی۔ مولوی صاحب یہ دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گئے اور ساتھ ہی مجلس میں موجود احمدیوں میں خوشی کی زبردست لہر دوڑ گئی۔ مَیں نے پُرزور الفاظ میں کہا کہ اس تفسیر سے صاف ثابت ہوا کہ ”خاتم“ کے معنے مہر کے اور **خاتم النبیین کے معنی نبی بنانے والی مہر کے ہیں جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو اپنی مہر سے نبوت بخشی۔** عہد حاضر کے تمام مکفر علماء فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اب نبی نہیں بنا سکتی۔ لیکن احمدی ڈنکے کی چوٹ پر ایک صدی سے اعلان عام کر رہے ہیں کہ مہر محمدی ازلی اور ابدی ہے اور آج بھی نبی بنا سکتی ہے۔ لہٰذا صرف اور صرف احمدی ہی ختم نبوت کے قائل ہیں اور انہی ہاتھوں میں ہی اللہ جلّشانہٗ نے ختم نبوت کا پرچم تھمایا ہے۔ یہ سنتے ہی مولوی عبدالقادر صاحب نے بھی خداترسی کا ثبوت دیتے ہوئے بھری مجلس میں اقرار کیا کہ بلاشبہ تمام مسلمانوں میں احمدی ہی خاتم النبیین کو صحیح معنوں میں تسلیم کرتے ہیں۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر70

پچھلی قسط میں ہم نے حضرت خلیفۃ رابع رحمہ اللہ کے ایک خطبہ جمعہ کے حوالے سے حسن عودہ صاحب کے ارتداد کی تفاصیل کا ذکر کیا تھا۔ چونکہ آج کل بھی بعض مرتدین اور مخرجین کی طرف سے بعض شکوک وشبہات پیدا کئے جا رہے ہیں اور معاندین احمدیت کی طرف سے انہیں میڈیا میں بہت اچھالا جا رہا ہے اس لئے اس قسط میں ارتداد وغیرہ کے حوالے سے بعض عمومی امور اور بعض اعتراضات کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔

قبول اسلام کی دعوت

عودہ صاحب نے بھی دیگر مرتدین کی طرح اپنے ارتداد کے بعد خطوط کے ذریعہ اور اخبارات میں اپنے انٹرویوز کے ذریعہ احمدیوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام ترک کر کے اپنے خود ساختہ اسلام کی طرف بلایا۔

دراصل مخالفین جماعت کا یہ ایک پرانا طریق ہے جس کا مقصد سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ تصور قائم کرنا ہے کہ احمدی (نعوذ باللہ) غیر مسلم ہیں اس لئے ان کو اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ لیکن احمدی ہمیشہ ان کی اس حرکت پر حیران ہو جاتے ہیں کہ ہم تو کلمہ گو ہیں، تمام ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں، شریعت کی جزئیات پر ایمان اور عمل کے قائل ہیں، اور دنیا کے کناروں تک تبلیغ اسلام کی مہمات میں شریک ہیں، پھر ہمیں یہ کس اسلام کی طرف بلاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب ہم انہی سے یوں پوچھتے ہیں کہ:

بتائیں تو سہی کہ جب تک آپ احمدی تھے اس وقت احمدیت نے آپ کو کون سے غیر اسلامی عقائد واعمال سکھائے تھے جن سے اب آپ نے توبہ کی ہے؟

✿......کیا آپ کا کلمہ مختلف تھا؟ کیا قرآن مختلف تھا؟ کیا نماز مختلف تھی؟ کیا آپ کا روزہ اور حج مختلف تھا؟

✿......آپ کے طرزِ عمل میں کونسی نئی اسلامی بات پیدا ہوئی ہے جو پہلے نہیں تھی سوائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کر کے قرآن کریم کی اس آیت کا مصداق بنے ہو وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (الواقعۃ:83)!!

✿......قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰم سجدہ:31)

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

ہر احمدی جب یہ آیت پڑھتا ہے تو اس کا اس بات پر ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے کہ ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

کیا آپ نے اب یہ عقیدہ بدل لیا ہے اور اب اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ سنتا ہے، نہ بولتا ہے، نہ غیب کھولتا ہے؟

اب کہیں بولتا نہیں غیب جو کھولتا نہیں
ایسا اگر کوئی خدا تم نے بنا لیا تو کیا!!

✿......جماعت احمدیہ قرآنی آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کی بناء پر یہ ایمان رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح آسمانوں میں ہے اسی طرح زمین میں بھی موجود ہے بلکہ وہ انسان کی شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔

کیا مرتد ہونے کے بعد اب آپ نے بعض غیر احمدیوں کی طرح یہ عقیدہ اختیار کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کسی خاص مقام پر ایک دیو قامت کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس لئے جب وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کہتا ہے کہ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (النساء:160) تو اسکا مطلب ہے کہ اس نے ان کو آسمانوں میں اس مقام کی طرف اٹھالیا جہاں وہ بیٹھا ہوا ہے؟!!

✿......جماعت احمدیہ ایمان رکھتی ہے کہ قرآن کریم ابدی ہدایت اور آخری شریعت پر مشتمل خدا کا کلام ہے۔ دنیا میں یہی ایک کتاب ہے جو ہر قسم کے شک اور ریب سے پاک ہے، جس کا ایک نقطہ بلکہ ایک شعشہ نہ ٹل سکتا ہے نہ منسوخ ہو سکتا ہے۔

لیکن کیا آپ نے یہ عقیدہ اب ترک کر دیا ہے اور بعض غیر احمدی علماء کی طرح اب آپ کا ایمان ہے کہ قرآن کریم کی آیات میں باہم تضاد ہے اور اسکے بعض احکام بعض دوسرے احکام کو منسوخ کرتے ہیں، اور اسکی بعض آیات بعض کو منسوخ کرتی ہیں؟ بلکہ ان میں سے بعض کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ بعض صورتوں میں احادیث وروایات بھی قرآنی آیات کو منسوخ کر دیتی ہیں!!

✿......جماعت احمدیہ ایمان رکھتی ہے کہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ افضل الانبیاء ہیں اور آپ کی شریعت آخری شریعت ہے جو قیامت تک نافذ العمل رہے گی، اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس کی تمام تعلیمات ہر زمانے کے لئے قابل عمل ہیں۔

لیکن کیا آپ نے اب اس عقیدہ سے توبہ کر لی ہے اور اب آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر اسلام میں دینی آزادی کی تعلیم کو منسوخ کر دیں گے کیونکہ وہ آکر کافروں کے سامنے دو چیزیں رکھیں گے، اسلام اور تلوار۔ چنانچہ جو کافر اسلام قبول کرنے سے گریز کرے گا وہ اسے تہ تیغ کر دیں گے؟!!

✿......جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں، نہ ہی ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولا تھا، اور نہ ہی ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی کیونکہ اس نے آپ کو خدا کی طرف توجہ کر کے دعا کرنے کی نصیحت کی تھی۔ نہ ہی داؤد علیہ السلام نے 99 شادیوں کے بعد اپنے ایک سپاہی کی بیوی سے شادی کرنا چاہی اور اس کے لئے انہوں نے اس سپاہی کے قتل کی سازش تیار کی۔ نہ ہی سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کو دیکھنے میں اس قدر مگن ہو گئے کہ نماز ادا کرنا بھول گئے چنانچہ یاد آنے پر غصے میں آکر انکی ٹانگیں کاٹنے لگے۔ نہ ہی لوط علیہ السلام نے اپنی بیٹیاں قوم کے سامنے بے حیائی کی غرض سے پیش کی تھیں۔

کیا آپ نے اب اس عقیدہ سے بھی توبہ کر لی ہے اور ان تمام انبیائے عظام کی طرف ایسی بڑی بڑی غلطیاں اور قابل شرم حرکات منسوب کرنا شروع کر دی ہیں؟!!

✿......جماعت احمدیہ لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ (بقرہ:257) کی قرآنی تعلیم کے عین مطابق دینی آزادی کی قائل ہے اور ہر ایک کو حق ہے کہ وہ فردی طور پر اپنے لئے جس دین اور عقیدے کو بہتر سمجھتا ہے اپنا لے۔ اور فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف:30) کے تحت ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ اسلام کو قبول کرے یا اسکا انکار کر دے۔ اسکی جزاء یا سزا کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

لیکن ترک احمدیت کے بعد کیا اب آپ کا یہ ایمان ہے کہ جو بھی اسلام چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو قبول کرے گا وہ مرتد ہے اور مرتد واجب القتل ہے؟!!

✿......ہر احمدی ایمان رکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ اس سے نجات پا کر اس علاقے سے ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

کیا آپ نے اب اس عقیدہ سے بھی توبہ کر لی ہے اور اب آپ کا تہہ دل سے یہ ایمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور وہاں پر فوت شدہ انبیاء کے درمیان اپنے جسم عنصری کے ساتھ دو ہزار سال سے نزول کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں؟!!

✿......جماعت احمدیہ کا ایمان ہے کہ دجال سے مراد عیسائی اقوام ہیں جن کی دنیا کی آنکھ بڑی تیز ہے لیکن دین کی آنکھ بے نور۔ اور مسیح موعودؑ کی بعثت کا ایک بڑا مقصد آخری ایام میں ان اقوام کے فتنہ کا قلع قمع کرنا ہے۔

کیا یہ عقیدہ بھی آپ نے ترک کر دیا ہے اور اب آپ کا ماننا ہے کہ خر دجال اسی طرح ظاہری شکل میں ظاہر ہو گا جیسے دیگر علماء مانتے ہیں؟ کیا اب آپ اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ دجال کی پیشگوئی تعبیر طلب نہیں اور عیسائی قوم پر صادق نہیں آتی بلکہ واقعۃً عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی نزول سے پہلے ایک کانا دیو ظاہر ہو گا؟!!

اگر تو ان سارے سوالوں کا جواب آپ کے نزدیک ''ہاں'' میں ہے تو ''ایسا اسلام'' آپ کو ہی مبارک ہو جس کا آنحضرت ﷺ سے کوئی نسبت نہیں ہے، جس کا قرآن سے کوئی واسطہ نہیں، جو اس صورت میں محض شکوک وشبہات، قصے کہانیوں، اور غلط اور متضاد احکام وتعلیمات کا مجموعہ ہے، جس کی طرف منسوب ہونا کوئی اعزاز کی بات نہیں۔

لیکن اگر آپ کا جواب ''نہ'' میں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عقیدے آپ کے وہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے روشنی پا کر آپ نے حاصل کئے ہیں اور محض سستی شہرت کے لئے دیگر علماء اسلام کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ بلکہ ان عقائد کے ساتھ آپ دیگر علماء سے منافقت کر رہے ہیں۔ آپ صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار میں ان کے شریک ہیں۔ لیکن آپ کا ابھی تک انہی عقائد پر قائم رہنا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے روشنی پا کر آپ نے حاصل کئے ہیں ثابت کر رہا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار میں بھی جھوٹے ہیں اور محض سستی شہرت کی خاطر اس آیت کا مصداق بنے ہوئے ہیں: وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (الواقعۃ:83)۔

اس صورتحال میں یہ مرتدین ہمیں کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں؟ وہ ہمیں دینا کیا چاہتے ہیں؟ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے فَاقِدُ الشَّيْءِ لَا يُعْطِيْهِ یعنی جس کا اپنا دامن خالی ہے وہ بے چارہ کسی کو کیا دے گا۔ عام مسلمانوں کے غلط اعتقادات آپ اپنا نہیں سکتے۔ احمدیت سے اخذ کردہ صحیح اسلامی مفاہیم سے بظاہر لاتعلقی کا اظہار کرنے سے آپ دینی لحاظ سے دیوالیہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ پھر آپ کے پاس ہے کیا جس کی طرف آپ ہمیں بلا رہے ہیں؟!!

- **آپ ہی بتائیں کہ آپ نے احمدیت کو چھوڑ کر کونسا اسلام قبول کیا ہے؟**
- **کیا آپ نے اس فرقہ کا اسلام قبول کیا ہے** جو قبروں کو سجدہ کرنا جائز سمجھتے ہیں؟
- **کیا اس فرقہ کا اسلام قبول کیا ہے** جو فاتحہ خوانی، چہلم، تصور شیخ، گیارھویں، عرس، اور میلاد النبی میں آنحضور ﷺ کو حاضر ناظر جان کر درود پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں؟
- **کیا اس فرقہ کا اسلام قبول کیا ہے** جس کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ اصلاح معاشرہ کے لئے اقتدار پر قبضہ کر لو چاہے اس کارروائی میں جس قدر بھی فساد برپا ہو؟
- **کیا اس فرقہ کا اسلام قبول کیا ہے** جو نہ صرف کبار صحابہ کا دشمن بلکہ ان سے بیزاری کے اظہار کو ایمانیات کا حصہ سمجھتا ہے؟
- **یا ان مولویوں کا اسلام قبول کیا ہے** جو آئے دن نوجوانوں کو ورغلا کر خودکش دھماکے کرواتے ہیں اور معصوموں کی جانوں سے کھیلتے ہیں؟

اصل حقیقت یہ ہے کہ جب تک آپ کی غلطیوں سے صرف نظر ہوتا رہا آپ اپنا اخلاص دکھاتے رہے جب ان پر گرفت کی گئی تو آپ منہ پھیر کر چل دیئے۔ آپ پر تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (الحج:12)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو اللہ کی محض سرسری عبادت کرتا ہے۔ پس اگر اسے کوئی بھلائی پہنچ جائے تو اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی ابتلا آئے تو وہ منہ پھیر لیتا ہے۔ وہ دنیا بھی گنوا بیٹھا اور آخرت بھی۔ یہ تو بہت کھلا کھلا نقصان ہے۔

”ہمارے لئے تمہارا ارتداد بھی خوشی کا باعث ہے“

جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو خدا تعالیٰ ہمیں اس ارتداد میں بھی خوشخبریاں سنا رہا ہے۔ فرماتا ہے:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ (المائدہ:55)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو ضرور اللہ (اس کے بدلے) ایک ایسی قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت کرتا ہو اور وہ اُس سے محبت کرتے ہوں۔ مومنوں پر وہ بہت مہربان ہوں گے (اور) کافروں پر بہت سخت۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف نہ رکھتے ہوں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ ارتداد کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ کے وقت جو بعض لوگ مرتد ہو جاتے تھے تو کیا ان سے اسلام کو نقصان پہنچتا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ پہلو انجام کار اسلام کو ہی مفید پڑتا ہے۔ اور اس طرح سے اہل اسلام کے ساتھ اختلاط کی ایک راہ کھلتی ہے اور جب خدا تعالیٰ نے ایک جماعت کی جماعت اسلام میں داخل کرنی ہوتی ہے تو ایسا ہوا کرتا ہے کہ اہل اسلام میں (سے) کچھ ادھر چلے جاویں۔ خدا کے کام بڑے دقیق اور اسرار سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آیا کرتے۔“ (البدر جلد 2 نمبر 27 مؤرخہ 24 جولائی 1903ء صفحہ 209)

پھر ایک اور جگہ فرمایا:

”ایک ٹہنی کے خشک ہو جانے سے سارا باغ برباد نہیں ہو سکتا۔ جس ٹہنی کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے خشک کر دیتا ہے اور کاٹ دیتا ہے اور اس کی جگہ اور ٹہنیاں پھلوں اور پھولوں سے لدی ہوئی پیدا کر دیتا ہے...... اگر اس جماعت سے ایک نکل جائے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی جگہ بیس لائے گا“ (آسمانی فیصلہ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 346-347)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کے بارہ میں فرمایا:

”ہمارے لئے تمہارا ارتداد بھی خوشی کا باعث ہے کیونکہ قرآن کریم میں ایسے ارتداد اور مرتدوں کے بدلہ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔ یعنی اگر تم میں سے کوئی ایک مرتد ہو جاوے تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ ایک بڑی قوم لائے گا جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والی اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرنے والا ہوگا۔ اس تارک اور اس کے مرتد بھائیوں کے بدلہ ہمیں قوموں کی قومیں مسلمان اور نیک مسلمان جو محبوب الٰہی ہوں گے عطا کرے گا اور ضرور عطا کرے گا۔ فالحمد للہ ربّ العالمین۔“

(نور الدین صفحہ 240 تا 252)

ہم ذکر کر آئے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہجرت کے بعد عرب جماعتوں کے لئے خلیفہ وقت سے ملنے کی راہ کھل گئی اور عربوں میں تبلیغ کے لئے اور ان تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے حضور انورؒ نے متعدد پروگرام شروع فرمائے۔ یہ کوششیں جاری تھیں کہ حسن عودہ صاحب کے ارتداد کا واقعہ سامنے آیا۔

آج جب ہم بعد کے واقعات پر غور کرتے ہیں تو نہایت واضح طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ایک شخص کے ارتداد میں اپنے قرآنی وعدے کے مطابق عربوں کی ایک بڑی جماعت عطا کرنے کی بشارت دے رہا تھا۔ اور گویا یہ فرما رہا تھا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ خوش ہو جاؤ کہ میرے وعدے کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اب عرب کی ایک بڑی بھاری جماعت احمدیت قبول کرنے والی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جماعت کو ایم ٹی اے کی نعمت عطا ہوئی جس پر لقاء مع العرب پروگرام شروع ہوا تو یہ موعودہ ثمار ایک ایک کر کے احمدیت کی گود میں گرنے لگے اور آج خلافت خامسہ میں عرب دنیا میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش احمدیت ہو رہے ہیں اور ایک عرب کے مرتد ہونے پر عربوں سے ایک قوم احمدیت میں داخل ہوگئی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء اور نظام جماعت سے محبت و اطاعت اور اخلاص و وفا میں ہر روز نئی شان سے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کا وعدہ اور حکمت

جب بھی اللہ تعالیٰ کوئی جماعت قائم فرماتا ہے تو یہ نہیں چاہتا کہ اس میں ہر خبیث و طیب اور صالح و طالح داخل ہو جائے بلکہ چاہتا ہے کہ اس میں داخل ہونے والے پہلے چاہے جیسے بھی ہوں لیکن جب اس جماعت میں شامل ہونے کا عہد کریں تو تمام گناہوں سے حقیقی طور پر تائب ہو چکے ہوں، انکے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا ہو اور شکوک و شبہات ختم ہو کر یقین کے درجہ پر پہنچ گئے ہوں۔ چنانچہ ارتداد اختیار کرنے والا جب اپنی طرف سے شکوک و شبہات کا اظہار کرتا ہے اور الٰہی جماعتوں کے اعتقادات پر انگلی اٹھاتا ہے تو ایسی صورتحال میں دینی لحاظ سے کمزور آدمی کبھی بھی الٰہی جماعت میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا بلکہ اسکے بعد جماعت میں وہی داخل ہوگا جو مکمل تحقیق کے بعد اس جماعت کی صداقت کے بارہ میں یقین کے درجہ تک پہنچ جائیگا اور مخالفت برداشت کرنے کے قابل ہوگا اور ایمان کے رستے میں ظلم اور دکھ سہنے کے لئے تیار ہوگا۔ چنانچہ صرف ایسے ہی لوگ جماعت میں داخل ہوتے ہیں جو اللہ والے ہوں اور خدا تعالیٰ کی خاطر حق قبول کر کے اس راہ میں ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہوں اور پھر اس بنا پر وہ خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار سے حصہ پاتے ہیں، اس طرح مرتد کے بدلے ایک عطا ہونے والی قوم کے حق میں يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کا وعدہ پورا ہوتا ہے۔

خدائے ذوالقوۃ المتین کی سزا کا ایک طریق

خدا تعالیٰ کا ازل سے یہ قانون اور وعدہ ہے کہ اس کے رسول ہی غالب آتے ہیں اور ان کے مخالفین کو اللہ تعالیٰ عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔ اس موضوع کے بارہ میں خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اکتوبر 2009ء میں فرمایا کہ:

”حضرت مسیح موعودؑ کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعض کو موت دے کر عبرت کا نشان بنایا، بعض کو ڈھیل دے کر، اور حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابیاں دکھا کر انہیں اپنی آگ میں جلنے پر مجبور کیا۔ یہ بھی ان کے لئے ایک پکڑ تھی۔ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے کہ کس کو کس طرح پکڑنا ہے۔“

عودہ صاحب کا تو شاید یہ گمان ہو کہ ان کے ارتداد کے بعد عرب ان کی غلط بیانی پر یقین کرتے ہوئے احمدیت سے مزید دور ہو جائیں گے۔ لیکن اس سے بڑی سزا اور کیا ہوگی کہ اس شخص کو اپنی زندگی میں ہی اپنی کوششوں کی ناکامی کو دیکھنا پڑا، اور اپنی زندگی میں ہی اس قوم کو سینکڑوں کی تعداد میں احمدیت قبول کرتے دیکھنے پڑا جس کو روکنے کیلئے نہ جانے انہوں نے کتنے جھوٹ بولے تھے۔ اور آئے دن نئے عرب احمدیوں کا حضرت مسیح موعودؑ، آپ کے خلفاء اور آپ کی جماعت کے ساتھ مخلصانہ جذبات کا اظہار ایک مرتد کے لئے ایک نہ ختم ہونے والی دردناک سزا سے کم نہیں ہے۔

اسرائیلی فوج میں احمدیوں کی تعداد!

کسی بھی الٰہی جماعت کے مخالفین کے اعتراضات اور الزامات کا جائزہ لے کر دیکھ لیں ان میں جھوٹ اور بہتان کا عنصر بہت نمایاں طور پر سامنے آئے گا۔ یہی حال جماعت احمدیہ کے مخالفین کا ہے جو جھوٹے اعتراضات اور بہتانات تراشنے میں تمام حدیں پار کر گئے ہیں۔ ایسے لوگ جب کسی ’حسن عودہ‘ کو پاتے ہیں تو اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کیلئے اس کی زبانی ایسے اعتراضات دہرانا چاہتے ہیں تا ثابت ہو کہ حقیقت واقعی وہی ہے جو وہ کہہ رہے ہیں۔ یہی حال حسن عودہ کے ساتھ ہوا۔ انکے حوالے سے کئی ایسی باتیں اخباروں میں نشر ہوئیں جن میں سے یہاں دو اعتراضات کا ذکر کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

ایک اخبار نے لکھا کہ انہوں نے جب ان سے احمدیت اور اسرائیل کے تعلقات کی بات پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ اسرائیلی فوج میں کوئی احمدی نہیں ہے۔ لیکن اسرائیلی پولیس میں اور رضا کاروں میں انکی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

(دیکھئے روزنامہ جنگ لندن 24 نومبر 1989)

ہمیں اس بیان پر تعجب ضرور ہوا کہ جو بات اظہر من الشمس ہے اور جس کے عودہ صاحب خود گواہ بھی ہیں اس کے بارہ میں بھی وہ اتنا سفید جھوٹ بول کیسے بول سکتے ہیں۔ لیکن دیگر امور کی طرح اس معاملہ میں بھی غلط بیانی کوئی زیادہ حیران کن نہ تھی۔ تاہم جب ہم نے ان کی ارتداد کے بعد لکھی ہوئی کتاب کی ورق گردانی کی تو معلوم ہوا کہ اصل حقیقت کچھ اور ہے۔ جس کا اعتراف انہوں نے اس کتاب میں کیا ہے یعنی یہ کہ بعض اخبارات نے ان کے فرضی انٹرویوز اور ان سے منسوب کر کے بعض باتیں شائع کر دیں جبکہ حقیقت میں انہوں نے وہ باتیں نہیں کہیں۔ انہوں نے خاص طور پر اس کی مثال درج کرتے ہوئے لکھا کہ

وينسب إلى المحرر المذكور في جريدة "جنك" ويُدعى جاويد جمال كلامًا طالما قلت عكسه وهو وجود أحمديين في جيش أو شرطة إسرائيل۔ فيقول جاويد أنني قلت له "إن في جيش إسرائيل لا يوجد أحمديون ولكن هنالك مئات الأحمديين في الشرطة الإسرائيلية وفي الجيش التطوعي۔" والحقيقة أنه لا يوجد أي أحمدي حتى الآن في جيش إسرائيل ولا في الشرطة الإسرائيلية ولا في الجيش التطوعي۔

(الأحمدية۔ عقائد وأحداث صفحه135)

ترجمہ: اخبار ”جنگ“ کے محرر جاوید جمال نے میری طرف ایسا کلام منسوب کیا ہے جس کی بارہا میں نے نفی کی ہے اور وہ ہے اسرائیلی فوج یا پولیس میں احمدیوں کا موجود ہونا۔ جاوید صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا تھا کہ اسرائیلی فوج میں تو کوئی احمدی نہیں ہے۔ لیکن اسرائیلی پولیس میں اور رضا کاروں میں ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ **جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک اسرائیلی فوج اور اسرائیلی پولیس اور رضا کاروں میں ایک بھی احمدی نہیں ہے۔**

ان کے اس اعتراف سے ایک بات تو واضح ہوگئی کہ اسرائیلی فوج میں احمدیوں کی موجودگی محض جھوٹ اور افتراء ہے۔ کیونکہ اگر یہ بات درست ہوتی تو ارتداد کے بعد عودہ صاحب نے صرف اسی مسئلہ پر ہی دنیا کو سر پر اٹھا لینا تھا۔

اب اس حقیقت کے آئینے میں دیکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین اور معترضین کہاں کھڑے ہیں۔ یہی وہ معترضین ہیں جنہوں نے مذکورہ بالا جھوٹا اعتراض دہرا دہرا کر کتابوں کے صفحے کالے کئے ہوئے ہیں۔

جماعت احمدیہ نے بارہا اس کے بارہ میں وضاحت کی کہ یہ بات محض جھوٹ اور بہتان ہے لیکن شاید انہیں جس طرح احمدیوں کے قتل میں جنت نظر آتی ہے اسی طرح اس جھوٹ میں بھی اعلیٰ درجہ کی نیکی دکھائی دیتی ہے۔

اب عودہ صاحب نے ان کے ہاتھ پر ”اسلام“ قبول کر کے نہ صرف ان کی ایسی تمام ”نیکیوں“ پر پانی پھیر دیا ہے بلکہ ان کے منہ پر دوسرے لفظوں میں یہ کہا ہے کہ تم سالہا سال سے جھوٹ بول رہے ہو۔ ایسی صورت میں منصف مزاج خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان جھوٹ بولنے والوں کے باقی اعتراضات کی کیا حقیقت ہوگی۔

دوسری طرف باوجود یہ جاننے کے کہ یہ لوگ سالہا سال سے جھوٹ بول رہے ہیں پھر بھی عودہ صاحب کا ان کے ہاتھ پر ”اسلام“ قبول کرنا ان کی اپنی حق پسندی اور

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ کے ولی وہی ہیں جو آپ ﷺ کی اُمّت میں شامل ہوکر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر عمل بجالاتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو اس وجہ سے خدا تعالیٰ کا قرب پاتے ہیں اور ان کے ہر خوف اور غم کو خدا تعالیٰ دور فرما دیتا ہے۔

فی زمانہ خدا تعالیٰ کی خاطر جمع ہوکر آپس میں محبت کرنے والی جماعت بنا اور ایک ہاتھ پر اکٹھے ہوکر ہر خوف سے امن میں آنا صرف مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا طرہ امتیاز ہے اور ہونا چاہئے۔

خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو باہمی محبت، پیار اور نظام جماعت کا احترام اور اطاعت، اور خلافت سے مضبوط تعلق پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 13 نومبر 2009ء بمطابق 13 نبوت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ- لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ- لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ- ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

(سورۃ یونس: 63تا65)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ سنو کہ یقیناً اللہ کے دوست ہی ہیں جن کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ تقویٰ پر عمل پیرا تھے، ان کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

جیسا کہ ان آیات کے مضمون سے ظاہر ہے ان میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی حالت اور صفات کا ذکر فرمایا ہے یعنی لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ان پر کوئی خوف طاری نہیں ہوتا۔ دوسرا یہ کہ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ نہ وہ غمگین رہتے ہیں۔ پھر اگلی آیت میں فرمایا کہ اٰمَنُوْا ایمان لانے والے اور اسے کامل کرنے والے ہیں۔ پھر یہ کہ يَتَّقُوْنَ تقویٰ میں بڑھنے والے ہیں اور پھر یہ کہ جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہوجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا ولی ہوجاتا ہے۔ ان کو اس دنیا میں بھی خدا کی طرف سے بشارت ہے اور آخرت میں بھی بشارت ہے۔ پس یہ انعامات کا ایک سلسلہ ہے جس سے خدا تعالیٰ اپنے ولیوں، دوستوں، حقیقی مومنوں کو نوازتا ہے۔ یعنی ایک حقیقی مومن کو خدا تعالیٰ کے تعلق کی وجہ سے، خدا تعالیٰ کے اس کے ساتھ جاری سلوک کی وجہ سے یہ تسلی ہوتی ہے کہ انہیں پریشانیوں اور ابتلاؤں کی وجہ سے کوئی حقیقی نقصان نہیں پہنچے گا۔ خطرات پیدا ہو سکتے ہیں، امتحانوں میں سے گزرنا پڑ سکتا ہے، لیکن ایک حقیقی مومن کو یہ تسلی ہوتی ہے کہ اگر اس دنیا میں کسی قسم کا دنیاوی نقصان ہو بھی گیا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اسے پورا فرمائے گا اور اگر کسی قسم کا جانی نقصان ہوتا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ اگلے جہان میں اپنے وعدے کے مطابق انعامات سے نوازے گا، ایسے انعامات سے کہ تصور سے بھی باہر ہیں۔ لیکن پہلی شرط اللہ تعالیٰ نے یہ لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کا حق ادا کرنا ہوگا۔ دنیاوی دوستوں کی خاطر تو ہم بعض اوقات بڑی بڑی قربانیاں دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دوست کہلانے اور بننے کے لئے، اس کا کامل طور پر حق ادا کرنے کے لئے ہر وقت نہ صرف تیار رہنا ہوگا بلکہ ایک محبت کے جذبے سے اس کی ہر بات پر لبیک کہتے ہوئے عمل بھی کرنا ہوگا۔ اور جب یہ بات ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کے ولی خوف سے باہر ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کا خوف یعنی یہ خوف کہ کہیں خدا تعالیٰ کی دوستی ختم نہ ہوجائے اس کے ولیوں کو ہر قسم کے دنیاوی خوفوں سے محفوظ رکھے گی۔ امام راغب لکھتے ہیں کہ اَلْخَوْفُ مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ گناہوں سے بچنا اور اطاعت کو اختیار کرنا۔ کامل بندگی اور عبادت کی طرف توجہ دینا۔ پس اولیاء اللہ کا مقام یونہی نہیں مل جاتا۔

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (السجدۃ:17) اور ان کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہوجاتے ہیں۔ یعنی رات کو نوافل ادا کرنے کے لئے وہ اپنے بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا خوف اس لئے دُور فرمائے گا کہ اُنہیں صرف اور صرف خدا تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔ ہر قسم کے دنیاوی خوفوں کی ان کے نزدیک کوڑی کی بھی اہمیت نہیں ہوتی۔ اور پھر یہی نہیں کہ ان کو کسی قسم کا آئندہ کا خوف نہیں رہے گا کیونکہ ان کا مقصد دنیا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا ہوگی بلکہ مزید تسلی دی کہ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وہ گزشتہ باتوں پر غمگین نہیں ہوں گے۔ یعنی جب خدا تعالیٰ کسی کو اس کی غلطیاں کوتاہیاں معاف کرتے ہوئے اپنا ولی بنا لیتا ہے تو اس کی گزشتہ غلطیوں کے اثرات اور صدمات سے بھی اس کو محفوظ رکھتا ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ جب ایک مرتبہ دوست بناتا ہے تو بندہ اگر اس کی دوستی کا حق ادا کرنے والا بنا رہے تو خدا تعالیٰ جہاں آئندہ کے فضلوں کی ضمانت دیتا ہے وہاں گزشتہ گناہوں کی تختی دھونے کی بھی ضمانت دیتا ہے۔ دنیا کی کوئی بھی طاقت ایسی عظیم ضمانت دینے کا اختیار نہیں رکھتی بلکہ طاقت بھی نہیں رکھتی۔ پس کیا ہی پیارا ہے ہمارا خدا جو سب طاقتوں کا مالک ہے اور اس سے تعلق پیدا کرکے انسان ہر قسم کے خوفوں اور غموں سے آزاد ہوجاتا ہے۔ مگر افسوس کہ دنیا کا ایک بڑا حصہ خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر دوسروں کے در پہ پڑا ہوا ہے اور نہ صرف اس کا در چھوڑ کر دوسرے کے دَر پہ پڑا ہوا ہے بلکہ بغاوت پہ تُلا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے خلاف کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کے متعلق بحثیں چل پڑی ہیں کہ خدا تعالیٰ ہے بھی کہ نہیں؟ اور خدا تعالیٰ کے کسی قسم کے حق ادا کرنے اور اس کی عبادت بجالانے کی طرف توجہ نہیں ہے۔ ایک بہت بڑی دنیا اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتی اور نتیجۃً آگ کے گڑھے کی طرف تیزی سے انسان بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ بہت زیادہ توجہ اور استغفار کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ نے ان کو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں“۔ اللہ تعالیٰ نے دوست کہا ہے حالانکہ اس کو تو کسی دوست کی ضرورت نہیں ہے۔ ”اس لئے استغناء ایک شرط کے ساتھ ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ (بنی اسرائیل:112) یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ تھُڑ کر کسی کو ولی نہیں بناتا۔ بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔ اس کو کسی کی کوئی حاجت

نہیں ہے۔اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اسی کو پہنچتا ہے" یعنی انسان کو پہنچتا ہے۔ "...... یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا اجتباء اور اصطفاء فطرتی جوہر سے ہوتا ہے"۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی کو پسند کرتا ہے، چھانٹتا ہے اور برگزیدگی عطا فرماتا ہے تو وہ انسان کے اندر اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کا جو تعلق ہوتا ہے اس کو دیکھتے ہوئے عطا کرتا ہے۔ فرمایا کہ "ممکن ہے گزشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو"۔ ایک انسان اپنی پہلی زندگی میں چھوٹے اور بڑے گناہ کرنے والا ہو" لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اس کا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کل خطائیں بخش دیتا ہے"۔ ایک گناہگار انسان بھی جو اپنی پہلی زندگی میں بہت گناہ کرنے والا ہے بڑے بڑے گناہ بھی کرتا ہے چھوٹے گناہ بھی کرتا ہے لیکن جب اس کا خدا تعالیٰ سے ایک تعلق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی پہلی خطائیں بخش دیتا ہے۔" اور پھر اس کو کبھی شرمندہ نہیں کرتا۔ نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ یہ کس قدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایک دفعہ درگزر کرتا اور عفو فرماتا ہے۔ پھر اس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا۔ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ" یعنی انسان" منافقانہ زندگی بسر کرے تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 595تا 596مطبوعہ ربوہ)

فرمایا:" برکات اور فیوض الٰہی کے حصول کے واسطے دل کی صفائی کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے۔ جب تک دل صاف نہ ہو کچھ نہیں۔ چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ دل پر نظر ڈالے تو اس کے کسی حصہ یا کسی گوشہ میں کوئی شعبہ نفاق کا نہ ہو۔ جب یہ حالت ہو تو پھر الٰہی نظر کے ساتھ تجلیات آتی ہیں"۔ کسی بھی قسم کی منافقانہ زندگی نہ ہو۔ انسان کے دل میں منافقانہ بات نہ ہو۔" اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے ایسا وفادار اور صادق ہونا چاہئے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنا صدق دکھایا۔ یا جس طرح پر آنحضرت ﷺ نے نمونہ دکھایا۔ جب انسان اس نمونہ پر قدم مارتا ہے تو وہ بابرکت آدمی ہو جاتا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی میں کوئی ذلّت نہیں اٹھاتا اور نہ تنگی رزق کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔ بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کو لعنتی زندگی سے ہلاک نہیں کرتا بلکہ اس کا خاتمہ بالخیر کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو خدا تعالیٰ سے سچا اور کامل تعلق رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اس کی ساری مرادیں پوری کر دیتا ہے۔ اسے نامراد نہیں رکھتا"۔

(الحکم جلد 8نمبر 8مورخہ 10/مارچ 1904ء صفحہ5)

پھر ان آیات میں سے جو دوسری آیت ہے اس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ (یونس:64) یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ پر چلنے والے ہیں، یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے ولی ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی یہ خصوصیت اور صفت ہے کہ وہ ایمان میں بڑھتے چلے جانے والے ہوتے ہیں۔ تقویٰ کا اعلیٰ نمونہ بھی قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو لایا جائے گا۔ وہ خدا کے سامنے پیش ہوں گے۔ ان کو تین قسموں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اولیاء کی بھی آگے قسمیں ہیں۔ پہلے ایک قسم کا آدمی لایا جائے گا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس گروپ میں سے ایک نمائندہ بلایا)۔ اس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے میرے بندے! تُو نے نیک اعمال کس وجہ سے کئے تھے؟ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے ربّ آپ نے جنت پیدا کی اور اس کے درخت اور پھل پیدا کئے اور نہریں پیدا کیں اور اس کی حوریں اور اس کی نعمتیں اور جو کچھ بھی آپ نے اپنی اطاعت کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے سب کچھ بنایا۔ پس مَیں نے ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے شب بیداری کی۔ راتوں کو اٹھا۔ نفل ادا کئے اور دن کو روزے رکھے۔ اس پر خدا تعالیٰ اسے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! تُو نے صرف جنت کی خاطر اعمال کئے۔ سو یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ۔ اور یہ میرا فضل ہی ہے کہ مَیں نے تجھے آگ سے آزاد کر دیا اور یہ بھی فضل ہے کہ مَیں تجھے جنت میں داخل کروں گا۔ پس وہ اور اس کے ساتھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

پھر دوسری قسم کے آدمیوں میں سے ایک آدمی لایا جائے گا۔ اس سے بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے میرے بندے! تُو نے نیک اعمال کس لئے کئے تھے؟ وہ جواب دے گا کہ اے میرے ربّ! تُو نے دوزخ پیدا کی اور اس کی بیڑیاں اور اس کی شعلہ زن آگ اور اس کی گرم ہوائیں اور گرم پانی اور جو کچھ بھی تُو نے اپنے نافرمانوں اور دشمنوں کے لئے تیار کیا ہے، پیدا کیا۔ پس مَیں نے ان چیزوں سے ڈرتے ہوئے رات کو اٹھ کر نفل پڑھے اور دن کو روزے رکھے۔ اس پر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندے! تُو نے یہ کام صرف میری آگ سے ڈرتے ہوئے کئے تھے۔ پس مَیں نے تجھے آگ سے آزاد کیا اور اپنے فضل سے تجھے اپنی جنت میں داخل کروں گا۔ پس وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت داخل ہو جائے گا۔

اس کے بعد تیسری قسم کے لوگوں میں سے ایک آدمی لایا جائے گا۔ اس سے بھی خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ اے میرے بندے! تو نے نیک کام کس وجہ سے کئے تھے؟ وہ کہے گا۔ اے میرے ربّ! تیری محبت کی وجہ سے اور تیرے ملنے کے شوق میں۔ تیری عزت کی قسم! مَیں راتوں کو جاگا اور مَیں نے دن کو روزے رکھے صرف تیرے شوق اور تیری محبت میں۔ پس مبارک اور بہت بلند خدا اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! تُو نے یہ تمام کام میری محبت اور میری ملاقات کے شوق کی وجہ سے کئے تھے۔ سو اپنا بدلہ لے اور اللہ جلّ جلالہٗ اس شخص کے لئے خاص تجلی فرمائے گا اور سارے پردوں کو اپنے چہرے سے دُور کر دے گا اور اس کے سامنے آ جائے گا اور کہے گا اے میرے بندے...... لے مَیں یہ موجود ہوں۔ میری طرف دیکھ۔ پھر فرمائے گا مَیں نے اپنے فضل سے تجھے اپنی آگ سے آزاد کیا اور جنت کو تیرے لئے جائز کرتا ہوں اور فرشتوں کو تیرے پاس بھیجوں گا اور مَیں خود تجھے سلام کہوں گا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں سمیت جنت میں داخل ہو جائے گا۔(تفسیر فتح البیان ۔ سورة یونس زیر آیت وما ظن الذین......)

اب تینوں قسموں کے مختلف گروپوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے خیال کے مطابق عمل کئے اور تینوں کو اللہ تعالیٰ نے ولیوں میں شمار کیا۔ یہ تفصیلی حدیث ابن کثیر کی ہے جس کو حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر میں بھی نوٹ کیا ہے۔(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد سوم صفحہ 100-101۔ زیر تفسیر سورة یونس آیت 64)

جیسا کہ مَیں نے کہا اس حدیث میں اولیاء کی مختلف قسمیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ ایک جنت کا شوق رکھنے والے اور اس جنت کے حاصل کرنے کے لئے عمل کرنے والے۔ دوسرے جہنم کا خوف رکھنے والے اور اس جہنم سے بچنے کے لئے عمل کرنے والے اور نیک عمل کرنے والے ہیں۔ اور تیسرے خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا لوگ۔ اور تینوں کو جب اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے تو فرماتا ہے یہ تمہارے عمل بھی نہیں بلکہ مَیں اپنے فضل سے تمہیں یہ سب کچھ دے رہا ہوں۔ پس دیکھیں کہ ہر گروہ میں ایک ایک شخص آگے آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کو حاصل کر کے جنت میں اپنے ساتھیوں سمیت داخل ہو جاتا ہے۔

آخری گروہ جو خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہے یقیناً اس کے سردار آنحضرت ﷺ ہی ہوں گے۔ وفات کے وقت بھی آپؐ کے جو الفاظ ہم تک روایت میں پہنچے ہیں وہ یہی ہیں۔ رَفِیْقِ الْاَعْلٰی، رَفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ اور آپ کی یہ سب باتیں، اور وفات کے وقت یہ الفاظ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبت چاہئے تھی اور اس میں سب سے بلند ترین مقام آپؐ ہی کا تھا۔ پس اولیاء اللہ کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ لیکن بنیادی بات ایمان اور تقویٰ میں ترقی ہے اور انبیاء اللہ تعالیٰ کے وہ اولیاء ہیں جن کا ایمان کامل ہوتا ہے اور تقویٰ کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے ہیں اور اس کی بھی اعلیٰ ترین مثال جیسا کہ مَیں نے کہا آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔

اولیاء اللہ کے بارہ میں احادیث میں مزید وضاحت بھی ملتی ہے کہ کون لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کے حقدار ہوتے ہیں اور کس طرح یہ مقام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث ہے۔ حضرت عمرو بن الجموح بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ اس وقت تک ایمان خالص کا حقدار نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے محبت نہ کرے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے کسی سے بغض نہ رکھے۔ جب تک وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کسی سے محبت کرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کسی سے بغض رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کا حقدار ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا اور میرے بندوں میں سے میرے اولیاء اور میری مخلوق میں سے میرے محبوب ترین وہ ہیں جو مجھے یاد رکھتے ہیں اور مَیں انہیں یاد رکھتا ہوں۔(مسند احمد بن حنبل ۔ حدیث عمر و بن الجموح)

پس اس حدیث میں خالص ایمان کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ ان کا ہر عمل حتیٰ کہ آپس کی محبت اور نفرت جو ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتی ہے۔ ذاتی عناد اور ذاتی دشمنیاں نہیں ہوتیں۔ اگر انسان اپنا جائزہ لے تو خوف سے کانپ جاتا ہے کہ ایک طرف تو ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔ دوسری طرف بہت سارے ایسے ہیں جن کے دلوں میں ذاتی عناد اور ذاتی بغض بھرے ہوتے ہیں۔ کینے بھرے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی کی غلطیاں دیکھتے ہیں تو معاف نہیں کرنا چاہتے۔ اور جب کسی کو اللہ تعالیٰ کی رضا اس وجہ سے مل جائے کہ ہر فعل اس کا اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔ یہ بھی مسند احمد بن حنبل میں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین باتوں کو پسند فرمایا ہے اور تین باتوں کو ناپسند کیا ہے۔ اس نے تمہارے لئے پسند فرمایا کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملات کا نگران بنایا ہے اس کی خیر خواہی چاہو۔ اور یہ کہ تم سب اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اور اس نے تمہارے لئے فضول گوئی اور کثرت کے ساتھ سوال کرنے اور مال کو ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔(مسند احمد بن حنبل ۔ مسند ابی ہریرہؓ)

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم ہر ایک پر واضح ہے۔ اس میں فرض عبادت بھی شامل ہے اور نفل عبادت بھی شامل ہے اور جو بھی عبادت سے بے توجہی برتے گا، اس پر توجہ نہیں دے گا وہ اللہ تعالیٰ کا ولی تو کسی صورت میں کہلانے والا بن ہی نہیں سکتا بلکہ ایک عام مومن بھی نہیں ہے جو ایمان کی طرف ابتدائی قدم ہے۔

دوسری اہم بات اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتوں میں سے یہ بیان فرمائی کہ جسے تمہارے معاملات کا نگران بنایا جائے اس کی خیر خواہی چاہو۔ اور نگران کون بنائے جاتے ہیں؟ نظام جماعت کی طرف سے مقرر کردہ ہر کارکن جو کسی بھی کام پر متعین کیا جاتا ہے وہ ایک حقیقی مومن کا نگران ہوتا ہے۔ پس اس کے ساتھ مکمل تعاون اور اس کی خیر خواہی چاہنا ایک حقیقی مومن کا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے خدا کا دوست بننا چاہتا ہے۔ یہ بات جہاں ایک عام مومن کو اطاعت کی طرف توجہ دلاتی ہے اور ہر قسم کے فساد سے بچنے کی طرف متوجہ کرتی ہے وہاں نگرانوں اور عہدیداروں کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے۔ ایک خوف کا مقام ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تمہاری خیر خواہی چاہ رہا ہے تو پھر تمہیں خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کس قدر اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں اور نگرانی کا حق ادا کرنا ہے۔ خیر خواہی صرف یکطرفہ عمل نہیں ہے بلکہ جب انصاف کا اعلیٰ ترین معیار قائم ہو گا، نیتیں صاف ہوں گی، اللہ تعالیٰ کی رضا عہدیداروں کو بھی مطلوب ہو گی تو ماتحت بھی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے عہدیدار کی خیر خواہی چاہے گا۔ بدظنیوں سے دُوری ہو گی اور محبت کی فضا پیدا ہو گی۔

پھر فرمایا اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ یہاں پھر عام مومن کو توجہ دلائی گئی ہے کہ نگران اور عہدیدار کی طرف سے خلاف مرضی باتیں بھی ہو جائیں تب بھی تمہاری طرف سے کوئی ایسا ردّ عمل ظاہر نہ ہو جو کسی قسم کے شر اور فتنے کا باعث بنے۔ اور عہدیداروں کو بھی اس میں ہدایت ہے کہ تمہارے جو ردّ عمل ہیں وہ بھی ایسے ہوں جن میں خدا تعالیٰ کا خوف ظاہر ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی جو رسّی ہے یہ تو بنائی ہی اعمال صالحہ اور تقویٰ سے گئی ہے۔ اس میں اپنے کسی مفاد اور بدعمل کی وجہ سے کمزوری کا باعث نہ بنو کہ جس سے یا رسّی ٹوٹنے کا خطرہ ہو یا کسی شخص کا ہاتھ چھوٹ کر آگ کے گڑھے میں گرنے کا خطرہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دوست تو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے ساتھیوں کا ہاتھ پکڑ کر بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ناپسندیدہ باتوں سے بچو کیونکہ یہ باتیں خدا تعالیٰ سے دُور لے جاتی ہیں۔ ان میں فضول گوئی ہے۔ بیہودہ اور لغو باتیں ہیں۔ ایک دوسرے پر اعتراضات ہیں، کیونکہ جب یہ باتیں پیدا ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رسّی پر گرفت ڈھیلی ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر کثرت سوال اور مال کے ضیاع سے بھی منع فرمایا۔ ایک مومن میں قناعت ہونی چاہئے اور دین کی راہ میں مالی قربانی کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔

پھر ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے مقام کا ایک عجیب نقشہ کھینچا گیا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں جو نہ تو نبی ہیں اور نہ ہی شہید مگر انبیاء اور شہداء قیامت کے دن اللہ کے حضور ان کے مقام کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں بتائیں گے کہ وہ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں نہ کہ رحمی رشتہ داری کی وجہ سے اور نہ ہی ان اموال کی وجہ سے جو وہ ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے نور ہیں اور یقیناً وہ نور پر قائم ہیں اور جب لوگ خوف محسوس کریں گے انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور جب لوگ غمگین ہوں گے انہیں کوئی غم نہ ہو گا۔ اور آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

(سنن ابوداؤد کتاب البیوع)

پس یہ لوگ اللہ کے ولی بنتے ہیں جن کا اٹھنا بیٹھنا، اوڑھنا بچھونا خدا تعالیٰ کی رضا ہو۔ اور جب خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر تمام نیکیاں بجا لائیں گے تو پھر یقیناً ایسے لوگوں پر انبیاء رشک کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کے متبعین میں سے، ان کے ماننے والوں میں سے ایسے لوگ عطا فرمائے جو نیکیوں کے اعلیٰ معیار کو چھو رہے ہیں۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد تو روحانی انقلاب پیدا کرنا ہوتا ہے۔ پس جب ان کے متبعین اپنے اندر انقلاب برپا کر لیتے ہیں اور اللہ کے ولی ہونے کے اعلیٰ معیار حاصل کر چکے ہوتے ہیں تو یقیناً نبیوں کے لئے یہ رشک کرنے والی بات ہوتی ہے۔ ان کو ان کی نیکیوں کی وجہ سے رشک نہیں آ رہا ہوتا بلکہ اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے ماننے والے وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے حدیث پڑھی ہے اس سے بھی واضح ہے کہ اولیاء کا جو اعلیٰ ترین معیار ہے وہ انبیاء کو ملتا ہے اور اس میں سے بھی سب سے اعلیٰ معیار جو ہے وہ آنحضرت ﷺ کا ہے۔ پس اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ کے ولی وہی ہیں جو آپ ﷺ کی اُمّت میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہر عمل بجا لاتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو اس وجہ سے خدا تعالیٰ کا قرب پاتے ہیں اور ان کے ہر خوف اور غم کو خدا تعالیٰ دور فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اگر مطلوب ہو گی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم پر بھی نظر ہو گی۔ یہ بھی ایک حقیقی مومن کا کام ہے اور آخری زمانہ میں مسیح موعود کو ماننا بھی خدا تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ اور جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے کہ تفرقہ نہ ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو۔ یہ سب باتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ کسی ایک نے فرقہ بندی کو ختم کرنا ہے اور وہ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا جسے خدا تعالیٰ نے خود بھیجا ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا اعلیٰ معیار حاصل کر چکا ہو۔ پس فی زمانہ خدا تعالیٰ کی خاطر جمع ہو کر آپس میں محبت کرنے والی جماعت بننا اور ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو کر ہر خوف سے امن میں آنا صرف مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا طرہ امتیاز ہے اور ہونا چاہئے۔

پس جہاں یہ غیر از جماعت مسلمانوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے احمدیوں کے لئے بھی قابل توجہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو محبت، پیار اور نظام جماعت کا احترام اور اطاعت اور خلافت سے مضبوط تعلق پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

پھر اگلی آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے خوشخبریاں ہیں اور نہ صرف اس دنیا کے انعامات ہیں بلکہ آخرت کے بھی انعامات ہیں۔ یقیناً ان انعامات کا ملنا ایک مومن کے لئے پیدائش کے مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ اور عظیم الشان کامیابی ہے۔

یہ خوشخبریاں کس طرح ملتی ہیں؟ ان کا کیا مطلب ہے؟ اس بارے میں بھی احادیث میں ذکر ملتا ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (یونس:65)۔ بشریٰ سے مراد رؤیا صالحہ ہے جسے مومن اپنے متعلق خود دیکھتا ہے یا اس کے حق میں کوئی دوسرا شخص دیکھتا ہے۔ (مؤطا امام مالک۔ باب ما جاء فی الرؤیا)

اور اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ جب یہ عرض کیا گیا کہ ہمیں آخرت کی بشریٰ کے بارے میں تو علم ہے کہ جنت ہے۔ اس دنیا کی بشریٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا رؤیا صالحہ ہے جو بندہ دیکھتا ہے یا اس کی خاطر دوسروں کو دکھائی جاتی ہیں۔ ان رؤیاء صالحہ میں انعامات کی خوشخبریاں دی جاتی ہیں۔ پس یہ رؤیا جو ہیں یہ بے مقصد نہیں ہوتیں۔ کبھی خوف کو امن میں بدلنے کے بارہ میں ہوتی ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو پورا فرماتا ہے اور مومنین کی زندگی کو جو خوف میں ہوتی ہے امن میں بدل دیتا ہے۔ کبھی انعامات کے نزول کے بارہ میں ہوتی ہیں اور ایک مومن ہر لحہ اپنی زندگی میں اور جماعتی زندگی میں یہ دیکھتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ انعامات کی بارش برسا رہا ہوتا ہے۔ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ پہلے کئی مومنوں کو بتا بھی چکا ہوتا ہے کہ اس طرح ہو گا اور (ویسے ہی) ہوتا ہے۔ پس یہ بھی انعامات ہیں۔ ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ مبشر خوابیں دکھا کر اطلاع دے رہا ہوتا ہے۔ اور پھر بہت ساری مبشر خوابیں ہوتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نواز رہا ہے اور اس کی تائید مومنین کے ساتھ ہے۔ پس جب مومنین کی جماعت کا ہر عمل اور فعل خدا تعالیٰ کی خاطر ہو جاتا ہے۔ جب وہ ایک جماعت بن جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے دوست بننے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں آپس کے اس تعلق کی وجہ سے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوتا ہے بشارتیں بھی ملتی ہیں۔ آج ہمیں یہ محبت جماعت اور خلافت کے اس مضبوط رشتہ سے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر نظر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان میں مضبوطی کی خاطر رؤیا صالحہ مومنین کو دکھاتا رہتا ہے۔ پس جب تک یہ مضبوط رشتہ پروان چڑھتا رہے گا اور قائم رہے گا مومنین اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبریوں سے حصہ پاتے رہیں گے اور ایک مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی بشارتیں عظیم الشان کامیابی کا اعلان کرتی رہیں گی تا کہ ایمان میں ترقی ہوتی رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’یعنی ایماندار لوگ دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی تبشیر کے نشان پاتے رہیں گے۔ جن کے ذریعہ سے وہ دنیا اور آخرت میں معرفت اور محبت کے میدانوں میں ناپیدا کنار ترقیاں کرتے جائیں گے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو کبھی نہیں ٹلیں گی۔ اور تبشیر کے نشانوں کو پالینا یہی فوز عظیم ہے۔ یعنی یہی ایک امر ہے جو محبت اور معرفت کے منتہی مقام تک پہنچا دیتا ہے‘‘۔ (یعنی محبت اور معرفت کے انتہائی مقام تک لے جاتا ہے۔)

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 678۔ زیر سورۃ یونس آیت 65)

اللہ کرے کہ اس نکتہ کو ہم سمجھنے والے ہوں اور اپنے ایمانوں اور تقویٰ کو اُس معیار تک لے جائیں جہاں خدا تعالیٰ کی معرفت اور محبت میں قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اس کی رضا کی جنتوں کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر خوف کو امن میں بدلتا رہے اور ہمارے گناہوں اور لغزشوں کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپتے ہوئے ہمارے غموں کو ہمیشہ دُور فرماتا رہے۔

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 4

صداقت شعاری کو بھی خوب واضح کر رہا ہے۔

اب دیکھیں کہ یہ مخالفت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں مزرعہ احمدیت کیلئے کس طرح کھاد ثابت ہوئی کہ:

1۔ اس ارتداد اور اس مخالفت سے معاندین احمدیت کو خود اس مرتد کی زبانی ایک اعتراض کا ہمیشہ کے لئے شافی جواب مل گیا۔

2۔ مخالفین کی ایک بڑی تعداد انہی کے بقول جھوٹی قرار پائی۔

نزولِ عیسیٰؑ کے بارہ میں اعتقاد

اُمّت اسلامیہ کے اکثر فرقوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اور ان کے ظاہری نزول پر ایمان لانے کی وجہ سے انہیں یہ عقیدہ بھی اختیار کرنا پڑا کہ وہ لازمی آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے وہ اسی امت محمدیہ میں سے ایک شخص ہوگا اور خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ میں ہوں۔

حسن عودہ صاحب کو یہ جرأت تو نہ ہو سکی کہ وفات مسیح کا انکار کر سکیں۔ نہ ہی وہ مولویوں کا نزول مسیح ابن مریم کا عقیدہ اپنا سکے لہذا انہوں نے ایک درمیانی راہ نکالی کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور آنے والے کے بارہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ان کے بارہ میں خود ہی یہ فیصلہ کیا کہ نہ پرانا مسیح آسکتا ہے نہ ہی کسی نے اس امت سے آنا ہے۔ گویا نزول مسیح کی بے شمار احادیث کا جو تواتر کے درجہ تک پہنچنے کے قریب ہیں انکار کر دیا اور انہی علماء کے بقول جن کے ہاتھوں وہ ''مشرف بہ اسلام'' ہوئے ہیں ان احادیث کا انکار کر کے نہ صرف کفر بلکہ اور پتہ نہیں کس کس فتوے کی زد میں آ گئے۔

اب قارئین کرام خود ہی اندازہ لگائیں کہ ان علماء کی نظر میں عودہ صاحب نے کیسا اسلام قبول کیا۔ **احمدیت تو چھوڑی لیکن اسکے عقائد کو چھوڑنے سے قاصر رہے۔ مولویوں کا اسلام تو قبول کیا لیکن ان کے عقائد نہ اپنا سکے۔** اور انجام کار ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

حسن عودہ صاحب کو تو ''مولویوں کا اسلام'' قبول کرنے سے کچھ نہ مل سکا۔

لیکن اس کے بالمقابل آیئے دیکھتے ہیں کہ احمدیت قبول کرنے والوں کو کیا ملا؟ سینکڑوں ہزاروں مثالوں میں سے ایک یہاں پیش خدمت ہے۔

مکرم حسن عابدین صاحب آف شام نے ماہ جولائی 2009 میں ہونے والے ایم ٹی اے کے پروگرام ''الحوار المباشر'' میں بذریعہ فون کال ساری دنیا کے سامنے جو کہا اس کا خلاصہ نظرِ قارئین کیا جاتا ہے۔

''میرا ایک چالیس سالہ بیٹا ہے جو عام طور پر بڑا تیز مزاج ہے۔ گھر میں اہل خاندان کے ساتھ اور کام پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بدمزاجی اور بدخلقی سے پیش آتا تھا، کبھی نماز پڑھتا تو کبھی چھوڑ دیتا تھا۔ چار ماہ پہلے مَیں نے اس میں ایک نہایت عجیب تبدیلی محسوس کی کہ وہ خوش خلقی، وسعت حوصلگی اور بچوں کے ساتھ پیار محبت اور کھیلنے جیسے خصائل کا حامل ہو گیا ہے۔ اور نہ صرف خود نمازوں کا پابند ہو گیا بلکہ اہل خاندان کو تہجد کی نماز ادا کرنے کی طرف توجہ دلانے لگ گیا۔ مَیں اس کے کام کے ساتھیوں سے ملا تو انہوں نے بھی مجھے یہی بتایا کہ اس کا ہمارے ساتھ رویہ یکسر بدل گیا ہے۔ کئی دفعہ مجھے خود اس کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ ملا تو مَیں نے دیکھا کہ وہ نہایت گریہ وزاری کرتا اور روتا ہے، اور جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہے تو آبدیدہ ہو جاتا ہے۔ مَیں نے اس تبدیلی کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ مَیں نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے۔ اس پر مَیں نے اپنے ایک مولوی سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ کافر ہیں۔ مَیں نے ان کی تکفیر کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہمیں تو اس کا کوئی زیادہ علم نہیں ہے لیکن چونکہ ان کو علمائے پاکستان اور ایسے علماء نے جو ہم سے زیادہ جانتے ہیں کافر قرار دیا ہے اس لئے ہم ان کی رائے کو درست مانتے ہیں۔ اس بات نے میری جستجو میں اضافہ کر دیا اور مجھے جماعت کے عقائد کے بارہ میں جاننے کی ایک لَو سی لگ گئی۔ خصوصًا اس لئے بھی کہ مَیں اپنے بیٹے میں قبول احمدیت کے بعد ایک بہت اچھی تبدیلی دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ مل کر جماعت کے ٹی وی پروگرام دیکھنے شروع کئے، اور کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ہم تمام لوگ مطالعہ کرتے تھے۔ پھر آپس میں بیٹھ کر بحث کرتے اور جماعتی افکار و عقائد اور تفاسیر کا دوسرے چینلز پر پیش کئے جانے والے خیالات کے ساتھ موازنہ کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے دلوں کو نور یقین سے بھر دیا۔ اور ہمارے لئے جماعت کی سچائی ثابت ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عین مطابق ہم نے امام مہدی کی بیعت کر لی۔ **مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو تبدیلی مجھ میں اور میرے اہل خانہ میں پچھلے دو ماہ میں ہوئی ہے اس کے بیان کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔** مَیں عمر رسیدہ ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ حج کی سعادت بھی پا چکا ہوں اور چار مرتبہ عمرہ بھی کیا ہے **لیکن گزشتہ دو ماہ سے نصیب ہونے والی حلاوتِ ایمانی جیسا مزہ پہلے کبھی نہ چکھا تھا۔''**

ایک وہ حسن عودہ نامی تھا جس نے امام مہدی علیہ السلام کی جماعت سے ارتداد اختیار کیا اور ایک یہ حسن عابدین ہیں جن کا یہ ایمان افروز بیان ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد دلاتا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا:

''ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان: أن یکون اللہ و رسوله أحب إلیه مما سواهما وأن یحب المرء لایحبه إلا للّٰه' وأن یکره أن یعود فی الکفر کما یکره أن یقذف فی النار۔''

(بخاری کتاب الایمان باب حلاوة الایمان)

یعنی تین باتیں جس میں ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس پا لیتا ہے۔ یہ کہ اللہ اور اس کا رسول تمام دوسری چیزوں سے بڑھ کر اس کو پیارے ہوں۔ اور یہ کہ جس انسان سے بھی محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کرے۔ اور یہ کہ کفر میں لوٹنا ایسا ہی برا سمجھے جس طرح وہ آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

الغرض احمدیت کی آغوش میں آنے والے لاتعداد احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان اور آپ کے خلیفہ سے تعلق اور انکے نصائح و تعلیمات پر عمل کے نتیجے میں ایسا حقیقی اسلام اور ایسی حلاوت ایمان نصیب ہو رہی ہے جس کا تذکرہ آپ نے مکرم حسن عابدین صاحب کے بیان میں پڑھا۔

اس بحث کا اختتام ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان جلالی کلمات پر کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

''یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلا دے۔ اسلام کی برکتیں اب اِن مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رُک نہیں سکتیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔

انا الفتّاح أفتح لک۔ تریٰ نصرا عجیباً و یخرّون علی المساجد۔ ربنا اغفرلنا اناکنّا خاطئین۔ جلابیب الصدق۔ فاستقم کَمَا اُمِرْتَ۔ الخوارق تحت منتهی صدق الاقدام۔ کُنْ لِلّٰهِ جمیعًا و مع اللّٰه جمیعًا۔ عسیٰ أن یبعثکَ ربّک مقامًا محمودًا............

اور ایک الہام میں چند دفعہ تکرار اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ مَیں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ۔ ہر ایک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو۔ پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔ **والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔**
المُنَبِّہ الناصح مرزا غلام احمد قادیانی جنوری 1892ء''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 310-311)

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿

جماعت احمدیہ سری لنکا کے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: اے ایچ ناصر احمد۔ نیشنل صدر جماعت سری لنکا)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جلسہ سالانہ سری لنکا 2009 مورخہ یکم نومبر کو نہایت ہی کامیابی سے منعقد ہوا۔ الحمدللہ۔ جلسہ کی کارروائی صبح چار بجے نماز تہجد سے شروع ہوئی اور شام پانچ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

صبح ٹھیک 9 بجے مکرم مولانا محمد ایوب صاحب نمائندہ مرکزی نے لوائے احمدیت اور خاکسار اے ایچ ناصر احمد نیشنل صدر جماعت ہائے احمدیہ سری لنکا نے قومی پرچم لہرایا۔

جلسہ کا آغاز مکرم مولوی مشتاق احمد صاحب مربی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ سری لنکا کی تلاوت قرآن مجید مع تامل ترجمہ سے ہوا۔ اردو ترجمہ مکرم انصار احمد صاحب انچارج برائے احباب پاکستان مقیم سری لنکا نے سنایا۔ مکرم ایچ کے نعیم احمد صاحب کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر کی جس میں جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس سے استفادہ سے احباب کو آگاہ کیا۔ بعدازاں مکرم مولانا محمد ایوب صاحب نمائندہ مرکزی نے نظام وصیت کے موضوع پر تقریر کی۔ طلباء جامعہ احمدیہ سری لنکا کے عربی قصیدہ کے بعد مکرم مولوی مشتاق احمد صاحب، مکرم توفیق احمد صاحب، مکرم مولوی رضوان احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ سری لنکا اور مکرم ایس نظام خان صدر جماعت احمدیہ کولمبو نے علی الترتیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور قیام توحید، ظہور امام مہدی، سیرت صحابہؓ اور 'خلافت' موجودہ زمانہ کے مسائل کا حل کے عناوین پر تقریریں کیں۔ اس دوران مکرم ظہیر احمد صاحب۔ مکرم عصمت احمد صاحب اور مکرم ایچ کے نعیم احمد صاحب نے ترانہ پیش کیا۔

دوسرا اجلاس ٹھیک 2.30 بجے مکرم ایم ایم فارس احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا مکرم شیخ شفیق احمد صاحب نے نظم سنائی۔ اس کے بعد زیر عناوین عرفان ختم نبوت اور اطاعت نظام پر مکرم مولوی مناف جان صاحب مربی سلسلہ نگمبو اور مکرم مولوی ایم آر محمد امیر صاحب مربی سلسلہ کولومبو نے تقریریں کیں۔ بعدازاں مکرم انصار احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زریں نصائح پڑھ کر سنائے۔ اس دوران مکرم ماسٹر جلال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ نہایت خوش الحانی سے پیش کیا۔

آخر پر مکرم مولانا محمد ایوب صاحب نے 'موجودہ معاشرہ میں اسلامی اقدار کا تحفظ' کے عنوان پر تقریر کی۔ مکرم عزیز احمد صاحب نائب افسر جلسہ گاہ نے شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ اس بابرکت جلسہ کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ۔

اس جلسہ میں سری لنکا کی جماعتوں سے 1200 کے قریب احباب و مستورات نے شرکت کی۔ پانچ افراد پر مشتمل ایک فیملی کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ اسی طرح 14 افراد کو وصیت فارم پر کر کے نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ تیس کے قریب احباب نے وصیت فارم حاصل کئے ہیں جو کہ بعد میں پُر کر کے اس بابرکت نظام میں شامل ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ جماعت سری لنکا کا یہ جلسہ بابرکت فرمائے اور اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

✿✿✿✿✿✿✿

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں

تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

پولش (Polish) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

قرآن مجید کا پولش زبان میں ترجمہ جماعت نے 1988ء میں وارسا کے رہنے والے ایک مشہور پولش مترجم Mr.Atadystaw Wojciechowslei سے کروایا۔ اس ترجمہ کے لئے حضرت ملک غلام فرید صاحب کے انگریزی ترجمہ وتفسیر کو بنیاد بنایا گیا۔ پہلی بار انگلستان سے 1990ء میں Clays Ltd پریس سے شائع ہوا۔ اب تک اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ دوسرا ایڈیشن بھی انگلستان سے ہی 1996ء میں Unwin Brothers Ltd پریس سے طبع ہوا۔

ہمارے ترجمہ قرآن کریم سے قبل دو مختلف لوگوں نے پولش ترجمہ قرآن شائع کیا تھا۔ پہلا ترجمہ عربی سے پولش میں 1858ء میں Jan Murza Bucza نے کیا جو تاتار مسلمان تھے۔ دوسرا ترجمہ وارسا یونیورسٹی کے پروفیسر Jozef Bielawski نے 1986ء میں کیا۔ اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ لیکن اس وقت جماعت احمدیہ کے ترجمہ کے سوا کوئی دوسرا ترجمہ دستیاب نہیں۔

ہمارا ترجمہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت معیاری اور مقبول ہے۔ اس میں مختصر تفسیری نوٹس بہت مفید ہیں۔ پولینڈ کے 60 مختلف شہروں کی پبلک لائبریریوں میں یہ ترجمہ رکھوایا گیا ہے۔ بہت کثرت سے لوگ بکسٹال کے ذریعہ یا براہ راست مشن سے یہ قرآن کریم حاصل کر سکتے ہیں۔

مکرم حامد کریم صاحب سابق مبلغ پولینڈ تحریر کرتے ہیں کہ:

''پولینڈ کے مختلف شہروں سے کتب فروش حضرات کثرت سے ہمارا ترجمہ قرآن کریم خرید کر نہ صرف پولینڈ میں فروخت کرتے ہیں بلکہ بعض ایسے ممالک میں جہاں پولش لوگ کثرت سے آباد ہیں جیسے امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، اسرائیل وغیرہ ان ممالک میں ان لوگوں کے مطالبہ پر بھجواتے ہیں۔ اس کا ذکر وارسا کے ایک دو ہول سیل کتب فروش نے خاکسار سے کیا۔ اس طرح پولینڈ کی بعض جیلوں میں بھی ہمارے قرآن کریم کا پولش ترجمہ رکھوایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے قیدیوں کے مشن میں خطوط آتے رہتے ہیں۔ دو تین قیدی تو یہ ترجمہ پڑھ کر مسلمان بھی ہو گئے۔ بعض قیدیوں سے جیل میں جا کر ملاقات بھی کی جاتی رہی اور انہوں نے وہاں دوسرے قیدیوں کو تبلیغ کی۔ اس طرح پولینڈ کے بعض بڑی سیاسی پارٹیوں کے لیڈرز کو بھی قرآن کریم کا پولش ترجمہ تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا۔

پولینڈ میں ایک علاقہ Bilawystock ہے۔ اس کے نواح میں دو تاتار مسلمان Krisnian اور Bochonik گاؤں ہیں جو تین سو سال پرانے ہیں۔ وہاں پرانی مساجد بھی موجود ہیں۔ یہ تاتاری مسلمان ہیں۔ ایک دو بار پولش ٹی وی پر ان مساجد کا تعارف کروایا گیا اور اس موقع پر پولش زبان میں ترجمہ شدہ جو قرآن کریم کے نسخے ان مساجد میں دکھائے گئے وہ ہماری جماعت کے شائع کردہ تھے۔ وارسا میں ہر سال انٹرنیشنل کتب کا میلہ لگتا ہے۔ جس میں لاکھوں افراد آتے ہیں۔ شروع میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میلہ میں بھی شرکت کی توفیق ملتی رہی۔ اور ہمارا ترجمہ قرآن کریم اس میں متعارف کروایا گیا۔ وقتاً فوقتاً لوگوں کے خطوط بھی ملتے رہے جن میں ہمارے ترجمہ قرآن کریم کی تعریف کی گئی تھی''۔

✿✿✿✿✿✿

تُرکی (Turkish) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

مکرم مولانا عبدالغفار خان صاحب تُرکی سے تُرکی میں پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1984ء میں ربوہ واپس آئے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

''1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے یہ ارشاد موصول ہوا کہ ''قرآن مجید کا ترکی زبان میں ترجمہ کریں۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تفسیر صغیر کے ترجمہ کو مدنظر رکھیں۔ سورتوں کے تعارف کے لئے مکرم ملک غلام فرید صاحب مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن سے استفادہ کریں''۔

چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں کام شروع ہوا۔ اس دوران 1988ء میں آپ کو حضور رحمہ اللہ کا ارشاد موصول ہوا کہ ترجمہ کا بقیہ کام یہاں لندن میرے پاس آ کر کریں۔ چنانچہ آپ کو لندن آ کر براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نگرانی میں ترجمہ کا کام کرنے کی توفیق ملی۔ بعض آیات کے ترجمہ سے متعلق حضور رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر حضور سے ہدایات لی جاتی رہیں۔ قیام لندن کے دوران ہی ترجمہ کی نظر ثانی کا کام بھی شروع ہوا اور حضور رحمہ اللہ کے ارشاد پر مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب کے ساتھ مل کر نظر ثانی کی جاتی رہی۔ ابھی کچھ حصہ پر ہی نظر ثانی ہوئی تھی کہ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار خان صاحب اور مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب کی تقرری جرمنی کے لئے ہو گئی اور دونوں الگ الگ شہروں میں متعین ہو گئے۔

مکرم ڈاکٹر عبدالغفار خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

''مجھے جرمنی کے شہر کولون میں جماعت کے مشن ہاؤس میں ایک کمرہ دے دیا گیا۔ ترجمہ کا کام خاکسار اکیلا ہی کرتا رہا۔ حضورؒ ترجمہ کے کام کے بہت جلد ختم ہو جانے کے خواہشمند تھے۔ جماعت کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر اس کا اعلان کرنا چاہتے تھے۔ خاکسار سورۃ الجمعۃ تک ترجمہ کر چکا تھا کہ حضور کا ارشاد آیا کہ اب صرف ترجمہ پر اکتفا کریں سورتوں کا تعارف فی الحال ترک کر دیں۔ صرف ترجمہ مکمل کر کے کسی تُرکی پریس سے کمپوزنگ کروا کر لندن ارسال کر دیں۔ چنانچہ خاکسار نے کولون شہر کے ایک تُرکی پریس Tan Basimevi میں اس کی کمپوزنگ کروائی۔ عربی متن کی پیسٹنگ کا کام بھی خاکسار نے خود اپنی نگرانی میں اسی پریس سے مکمل کیا۔ عربی متن کی چیکنگ کے لئے خاکسار نے حافظ مبارک احمد صاحب اور حافظ نصیر احمد بھٹی صاحب کو مقرر کیا جنہوں نے اس متن کو بالاستیعاب پڑھا۔

جماعت کی صد سالہ جوبلی کے اعلان کے وقت ترجمہ کمپوز ہو کر بین دفتین حضور کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اس کی طباعت 1990ء میں انگلستان میں The Gresham Press ,Old Woking, Surrey میں ہوئی۔

ہمارے ترکی ترجمہ سے پہلے قرآن کریم کے اور بہت سے تراجم موجود تھے۔ لیکن جس تفصیل کے ساتھ سورتوں کا تعارف ہمارے قرآن مجید میں موجود ہے اور کسی ترجمہ میں موجود نہیں۔ دوسرا یہ کہ جماعتی علم کلام کی جھلک بھی اس میں موجود ہے۔ اور تفسیری ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ 15X22/5 سائز کے 1026 صفحات پر مشتمل ہے۔

آغاز میں ایک تو تمام سورتوں کی فہرست ہے۔ اس کے علاوہ حروف تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے بھی فہرست دی گئی ہے تا کہ قاری کو سورتوں کے ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔ آج کل اس کے دوسرے ایڈیشن کے لئے ٹرکش ڈیسک کے زیر اہتمام اس پر نظر ثانی کی جا رہی ہے''۔

✿✿✿✿✿✿

نارویجین (Norwegian) زبان میں ترجمہ قرآن کریم

قرآن کریم کے نارویجین ترجمہ کا کام جماعت احمدیہ ناروے کے سپرد تھا۔ ابتدا میں ہمارے نارویجین احمدی مکرم نور احمد تھرلوس بولستاد صاحب نے اس پر کچھ کام کیا لیکن وہ دیگر بہت سی مصروفیات کے باعث لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود بہت تھوڑے حصہ کا ترجمہ کر سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب ناروے کے دورہ پر تشریف لائے تو مختلف سوال و جواب کی محافل میں حضور نے مشاہدہ کیا کہ ہمارے احمدی بچے نارویجن زبان میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ چنانچہ بچوں سے نمونہ کے طور پر ترجمہ کروا کے ایک فرم سے چیک کروایا تو انہوں نے تصدیق کی کہ بہت بہتر ترجمہ ہے۔

18؍اگست 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس کام کو تیز کرنے کے لئے مختلف ٹیمیں مقرر کرنے کی ہدایت دی۔ حضور رحمہ اللہ نے 17؍فروری 1995ء کے خطبہ جمعہ میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؒ کی ہدایات کی روشنی میں ترجمہ کا کام مندرجہ ذیل افراد نے مختلف حیثیتوں میں کیا۔

مکرم مقصود احمد صاحب باجوہ (مبلغ سلسلہ)، مکرم ظہور احمد منیر صاحب، مکرم مبارک احمد بشارت صاحب، مکرم عبدالرحمٰن محمود قریشی صاحب، مکرم مبارک احمد طارق صاحب، محترمہ راحت عزیز صاحبہ، مکرمہ امتہ الحسیب طارق صاحبہ، مکرمہ درثمین زرتشت صاحبہ، مکرمہ نمود سحر زرتشت صاحبہ، مکرمہ قرۃ العین زرتشت صاحبہ، مکرمہ روبینہ تاج رشید صاحبہ، مکرمہ نسیم اختر رشید صاحبہ۔

اس سارے کام کی نگرانی مکرم مبشر احمد صاحب طارق امیر جماعت ناروے نے بڑی محنت سے انجام دی۔

اس ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے اردو ترجمہ قرآن کریم، تفسیر صغیر از حضرت مصلح موعودؓ، انگریزی ترجمہ وتفسیر از حضرت ملک غلام فرید صاحب اور ڈینش ترجمہ قرآن کو سامنے رکھا گیا۔

A5 سائز کے 960 صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ قرآن پہلی دفعہ انگلستان سے 1996ء میں طبع ہوا۔ اس ترجمہ کی طباعت کے اخراجات مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب آف کراچی نے ادا کئے۔

نارویجین زبان میں ایک عیسائی کا ایک ترجمۂ قرآن بغیر عربی متن کے ہے جو اغلاط سے پُر ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے نارویجین زبان میں شائع شدہ یہ ترجمہ قرآن کریم پہلا ترجمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ترجمہ قرآن کریم بہت اعلیٰ معیار کا ہے اور بہت مقبول ہے۔

مکرم سید کمال یوسف صاحب سابق مبلغ ناروے تحریر فرماتے ہیں:

''اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق نیا ترجمہ بمطابق اردو ترجمہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، خاکسار اور عزیزم ظہور احمد صاحب نے مل کر تیار کیا ہے جس کی زبان کی نظر ثانی مکرم ظہور احمد صاحب اور مکرم نور احمد بولستاد صاحب کر رہے ہیں''۔

امید ہے کہ اگلے سال ترجمہ کا نیا ایڈیشن شائع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

ترکی تراجم قرآن کریم میں وفات عیسیٰؑ کا ذکر

(ڈاکٹر محمد جلال شمس - انچارج ٹرکش ڈیسک)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اُمّتِ محمدیہ میں جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس سے مراد آپ ہی ہیں۔

نیز یہ کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں مُتَوَفِّیْکَ کا جو لفظ آیا ہے اس سے صاف طور پر آپ کی وفات کا ثبوت ملتا ہے۔

آپ نے یہ چیلنج بھی علماءِ وقت کے سامنے پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فاعل اور کسی ذی روح (انسان) کے مفعول بہ ہونے کی صورت میں لفظ تَوَفِّی کے معنی موت کے ہوتے ہیں جبکہ کوئی قرینہ صارفہ نیند یا موت کا موجود نہ ہو۔ اور اگر کوئی عالم قرآن کریم، حدیث صحیح، یا قدیم وجدید عربی لٹریچر سے یہ ثابت کر دے کہ توفی کے معنی قبض روح نہیں ہیں تو ایسے عالم کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

حضورؑ کے اس چیلنج کو تو کوئی عالم آج تک قبول نہیں کر سکا لیکن علماءِ وقت نے یہ اصرار کیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور لفظ توَفِّی میں ان کو قبضہ میں لے لینے کا ذکر ہے جس کے بعد خدا تعالیٰ نے ان کو زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا اور نزول سے مراد یہی ہے کہ آپ ہی بجسد عنصری آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت کو علماء نے استخفاف کی نگاہ سے دیکھا اور وفات عیسیٰ ابن مریم کا دعویٰ کرنے کی بنا پر آپ کے خلاف کفر کے فتوے دیئے گئے۔

لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زبردست علم کلام نے عالم اسلام میں ایک زبردست انقلاب برپا کر دیا۔ آج وہ علماء دین جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا برملا اظہار نہیں کرتے وہ بھی حضور کے علم کلام سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ آج ان علماء کی بڑی بھاری تعداد حضور علیہ السلام کے دلائل ساطعہ کے نتیجہ میں اپنے ان سابقہ عقائد سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ آج جہاد کے بھی وہی معنی بیان کئے جا رہے ہیں جن کی نشان دہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ اور آج اُمّت محمدیہ سے جہاد بالسیف کا عقیدہ مفقود ہوتا چلا جا رہا ہے اور اس کو ٹیررازم (Terrorism) کا نام دیا جا رہا ہے۔ اور علماء اسلام برملا اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ آج وہ شرائط مفقود ہیں جن کے تحت جہاد بالسیف واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا فی زمانہ جہاد کے معنی جنگ نہیں بلکہ اس سے مراد تبلیغ اسلام اور اصلاح نفس کے فریضہ کی ادائیگی ہے۔ اسی طرح علماء کا ایک کثیر طبقہ حضرت عیسی ابن مریم کے بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے عقیدہ سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے اور آپ کے وفات پا کر زیرزمین مدفون ہونے کے عقیدہ کی تصدیق کر رہا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ عقیدہ جس کی بنا پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا گیا تھا علماء عصر حاضر اس عقیدہ کے معترف ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ حضرت اقدس مسیح موعود بانیٔ جماعت احمدیہ کے علم کلام کی عظیم الشان فتح ہے۔

موجودہ زمانہ کے تُرک علماء کی بڑی بھاری تعداد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی قائل ہو چکی ہے۔ ان علماء نے عصر حاضر میں قرآن مجید کے جتنے بھی تراجم تُرکی زبان میں کئے ہیں ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔ بالفاظ دیگر موجودہ زمانہ کے تُرک علماء اور مترجمین قرآن لفظ مُتَوَفِّیْکَ کے وہی معنے کر رہے ہیں جن کی نشان دہی حضرت اقدس مسیح موعودؑ بانیٔ جماعت احمدیہ نے کی تھی۔ اگرچہ کسی ایک مترجم نے بھی یہ نوٹ نہیں دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پا جانے کے مسئلہ کی طرف حضرت اقدس مسیح موعودؑ بانیٔ جماعت احمدیہ نے ان کی راہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن بایں ہمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پا جانے کا تمام تُرکی تراجم قرآن کریم میں ذکر ہے۔ ان مترجمین میں حکومت تُرکی کے محکمہ امور دینیہ اور اوقاف کے ڈائریکٹر بھی ہیں اور دیگر پروفیسر صاحبان اور علماءِ عصر حاضر بھی ہیں۔ کچھ عرصہ قبل محکمہ امور دینیہ اور اوقاف حکومت ترکی (TURKIYE DISLERI BAS KANLIGI) کی طرف سے ایک بورڈ پر مشتمل علماء نے تُرکی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا ہے اس میں بھی وفات مسیح ابن مریم کا برملا اظہار کیا گیا ہے۔ اس بورڈ میں پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور یونیورسٹی کے مختلف اساتذہ کرام شامل ہیں۔

ذیل میں حال ہی میں شائع ہونے والے ترکی تراجم قرآن کریم کی مثالیں پیش کی جا رہی ہیں تا کہ یہ ثابت ہو سکے کہ موجودہ علماء و محققین جنہوں نے تُرکی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے وہ سب وفات مسیح ناصری کے قائل ہیں۔ عاجز نے ترکی الفاظ کو اردو میں ترجمہ کر دیا ہے لیکن اصل ترجمہ ترکی الفاظ میں متعلقہ ترجمۃ القرآن میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت 56 اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ...... کے تحت مختلف تراجم کے حوالے درج ذیل ہیں۔

✿......دیات ایشلری باشقانلغی (محکمہ امور دینیہ۔

"اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے کہا تھا کہ اے عیسیٰ مَیں تیری زندگی ختم کروں گا۔ تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا"۔

✿......ایلمالی حمدی (Elmali Hamdi):

دو مختلف تراجم کئے گئے ہیں۔ دونوں درج ذیل ہیں۔

(1) "اس وقت اللہ نے یوں فرمایا: اے عیسیٰ اس میں شبہ نہیں ہے کہ تجھ کو ماردوں گا۔ تجھے اپنی طرف اونچا کروں گا"۔

(2) اس وقت اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ یقین رکھ مَیں تجھے تیری اجل تک پہنچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا"۔

✿......عمر نصوحی بلیمین۔ (Omer Nasuhi Bilmen):

"اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا عیسیٰ! یقیناً تجھے وفات دینے والا مَیں ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا"۔

✿......جے یلدرم (C.Yildrim):

"اس وقت اللہ نے یوں فرمایا۔ اے عیسیٰ! بیشک تیری اجل تک پہنچاؤں گا۔ (اس کا وقت اور ساعت آنے پر تیری روح کو لے لوں گا) تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔

✿......ترکیہ دیانت وقفی۔ (Turkiye Diyanet Vakfi):

"اللہ نے فرمایا تھا کہ: اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا تجھے اپنے نزدیک اٹھاؤں گا"۔

✿......علی فکری یاووز۔ (Alifikri Yavuz):

"اس وقت اللہ نے یوں فرمایا: ۔اے عیسیٰ کوئی شبہ (اس بات میں) نہیں ہے کہ (تیری اجل پوری ہونے پر) تجھے ماروں گا۔ تجھے اپنے پاس اٹھاؤں گا"۔

✿......ایچ۔بے۔چانتائی۔ (H.B.Cantay)

"اس وقت اللہ نے یوں فرمایا تھا کہ: اے عیسیٰ! اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ تجھے مارنے والے (وہ نہیں) بلاشبہ (تجھے مارنے والا) مَیں ہوں۔ تجھے اپنی طرف اونچا کر کے اٹھاؤں گا"۔

✿......ایم اسد۔ (M.Esed):

اس وقت اللہ نے "اے عیسیٰ" فرمایا۔ "تجھے موت کی طرف بھیجوں گا اور اپنی جناب میں اٹھاؤں گا"۔

✿......اے بولاچ۔ (A.Bulac)

"اس وقت کو ذہن میں لاؤ جب اللہ نے عیسیٰ سے کہا تھا کہ: ۔اے عیسیٰ! سچی بات یہ ہے کہ تیری حیات کو مَیں ختم کروں گا۔ تجھے اپنے پاس اٹھاؤں گا"۔

✿......ن۔ے۔اوزترک۔ (N.Y. Ozturk)

"اللہ نے یہ بھی کہا تھا کہ: اے عیسیٰ میں تیری جان کو لے لوں گا۔ تجھے اپنے پاس اٹھاؤں گا۔

✿......ف (قرآن) (F.Kuran)

"اس وقت کا تصور کرو جب اللہ نے یوں کہا تھا: اے عیسیٰ تیری جان کو لینے والا، اپنی طرف اٹھانے والا (میں ہوں)"۔

✿......اے۔گولپناری۔ (A.Golpinarli):

"اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے یا عیسیٰ کہا تھا، تجھے مارنے والا بھی مَیں ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا بھی"۔

✿......پروفیسر۔س۔آتش۔ (Prof.S.Ates)

"اللہ نے کہا تھا کہ: اے عیسیٰ مَیں تیری جان لوں گا۔ تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا"۔

✿......س۔یلدرم۔ (S.Yildirim):

"اس وقت اللہ نے یوں فرمایا تھا: عیسیٰ! تجھے مارنے والے وہ نہیں مَیں ہوں۔ تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا"۔

✿......اے اوغور۔ (A.Ugur)

"اللہ نے فرمایا تھا کہ: اے عیسیٰ! مَیں تجھے وفات دوں گا۔ تجھے اپنے نزدیک اٹھاؤں گا"۔

✿......گ۔اونان۔ (G.Onan)

"اس وقت کو ذہن میں لاؤ جب خدا نے عیسیٰ کو کہا تھا کہ اے عیسیٰ! سچ یہ ہے کہ تیری حیات کو مَیں ختم کروں گا۔ تجھے اپنے پاس اٹھاؤں لوں گا"۔

✿......ش۔پیریشن۔ (S.Piris)

"اللہ نے عیسیٰ کو یوں فرمایا تھا: اے عیسیٰ! مَیں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی جناب میں بلند کر لوں گا"۔

✿✿✿✿✿✿

سورۃ المائدہ کی آیت 117 فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ (المائدہ :118) کے تحت حسب ذیل تراجم کئے گئے ہیں۔

✿......ایم۔اسد۔ (M.Esed)

"جب تُو نے مجھے موت دے دی تو اس کے بعد ان کا محافظ صرف تم بن گئے۔"

✿......اے۔بولاچ۔ (A.Bulac)

"جب تُو نے میری (دنیوی) زندگی کو ختم کر دیا تو ان کے اوپر نگرانی کرنے والا تُو تھا"۔

✿......ن۔ے۔اوزترک۔ (N.Y.Ozturk)

"تُو نے جب مجھ کو وفات دے دی تو ان کے اوپر صرف تُو نگران بن گیا"۔

✿......ترکیہ دیانت وقفی۔ (Turki Yediyanet Vakfi):

"مجھے وفات دینے کے بعد بالاخران کے اوپر نگرانی کرنے والا صرف تو بن گیا"۔

✿......ف۔کرآن (F.Kuran)

"مگر میری جان لینے کے بعد ان کا اکیلا نگران تو ہوگیا"۔

✿......پروفیسر۔س۔آتش (Prof.S.Ates)

"مگر جب تُو نے مجھے وفات دے دی ان کی نگرانی کرنے والا (صرف) تو بن گیا"۔

✿......اے۔اوغور۔ (A.Ugur)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

"مجھے وفات دینے کے بعد آخر میں ان کے اوپر نگرانی کرنے والا صرف تُو بن گیا"۔

✿......گ۔اونان۔ (G.Onan)

"جب تُو نے میری حیات کو ختم کر دیا ان کے اوپر والا نگران تُو تھا"۔

✿......ش۔پریشن (S.Piris)

"جب تُو نے مجھے مار دیا اس وقت تو تُو ہی ان کی نگرانی کر رہا تھا"۔

✿......ایم۔ایچ شاکر۔ (M.H.Sakir)

نے انگریزی ترجمۃ القرآن میں ان الفاظ کا ترجمہ یوں کیا ہے:

Butt when Thou didst Cause me to die Thou Wert the Watcher over Them.

✿✿✿✿✿✿

جیسا کہ مندرجہ بالا تراجم سے ظاہر ہے بعض علماء نے لفظ۔مُتَوَفِّیْکَ کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

✿......"تجھے تیری اجل تک پہنچاؤں گا"۔

✿......"(تیری اَجل پوری ہونے پر) تجھے ماروں گا"۔

✿......"مَیں تیری جان کو لے لوں گا"۔

✿......"تیری جان کو لینے والا ہوں"۔

✿......"مَیں تیری جان لوں گا"۔

✿......"تیری حیات کو مَیں ختم کروں گا"۔

ان تمام تراجم میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طبعی عمر پا کر فوت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔لیکن بعض دیگر علماء نے صاف طور پر وفات مسیح کا اقرار کرتے ہوئے یوں ترجمہ کیا ہے:

✿......"تجھے ماردوں گا"۔

✿......"تجھے وفات دینے والا ہوں"۔

✿......"تیری روح کو لے لوں گا"۔

✿......"مَیں تجھے وفات دوں گا"۔

✿......"تجھے ماروں گا"۔

✿......"بلاشبہ (تجھے مارنے والا) مَیں ہوں"۔

✿......"تجھے موت کی طرف بھیجوں گا"۔

✿......"تجھے مارنے والا بھی مَیں ہوں"۔

✿......"تجھے مارنے والے وہ نہیں مَیں ہوں"۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان تمام مترجمین نے وفات پانے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف رفع کا ذکر کیا ہے۔کسی ایک ترجمہ میں بھی آسمان کی طرف رفع کا ذکر نہیں ملتا۔اس طرح تُوَفَّیْتَنِیْ کا ترجمہ موت، وفات، زندگی کو ختم کر دینا، جان لینا، حیات کو ختم کر دینا، مار دینا، کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔

عملاً بھی تُرک علماء کی اکثریت وفات مسیح ناصری کی قائل ہو چکی ہے۔جس کا اظہار تُرک علماء کے ساتھ گفتگو کے دوران ہوتا رہتا ہے۔ایک دفعہ جرمنی کے شہر ڈوسل ڈورف (DusselDorf) میں ایک تُرک مسجد میں ایک تُرک عالم دین کے ساتھ خاکسار کی گفتگو ہوئی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہونے پر تُرک کے عالم دین نے کہا کہ بعض آیات قرآنیہ سے تو صاف طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ملتا ہے۔لیکن بعض آیات اس لحاظ سے واضح نہیں بلکہ مشتبہ ہیں۔

خاکسار نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک تو کوئی آیت بھی مشتبہ نہیں بلکہ تمام آیات کریمہ بالکل واضح ہیں اور تمام آیات قرآنیہ سے بہت واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو رہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ دور کے ترک علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہو چکے ہیں اور یہ واضح طور پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے علم قرآ کی فتح ہے۔وہ دن دور نہیں جب کہ برصغیر ہندو پاک کے علماء بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو قبول کریں گے۔

اور عالَم اسلام میں کوئی صحیح العقیدہ مسلمان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسد عنصری آسمان پر اٹھائے جانے کے عقیدہ کا قائل نہیں رہے گا۔تب وہ لوگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ایمان لائیں گے۔انشاءاللہ العزیز۔

✿✿✿✿✿

بقیہ:رپورٹ اجتماع مجلس انصاراللہ
از صفحہ نمبر 16

کے جو ممبران ہیں اُن کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے اور وہ انصار جو فارغ ہیں خود بھی اپنے آپ کو اس کے لئے پیش کریں اور تبلیغ کے میدان میں مدد کریں۔

مالی قربانی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ پھر ایک بات دین کی خاطر مالی قربانیوں کی ہے۔مَیں پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ انصاراللہ کی عمر میں ایک ایسا طبقہ بھی ہوتا ہے جو اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں یا ہنر کے کمال کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔اسی طرح اپنی آمدنیوں کے، تنخواہوں کے، اجرتوں کے جو Maximum سکیل ہوتے ہیں اُن کو حاصل کر رہا ہوتا ہے۔اس وجہ سے آپ کی آمدنیوں میں جو ترقی ہے اس میں دین کا حق بھی اپنی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے ادا کریں۔ایک تو مَیں نے کہا تھا کہ جو صفِ دوم کے انصار ہیں وہ نظام وصیت میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔حضور نے فرمایا کہ صف دوم کے انصار کو تو سو فیصد شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر تو اکثریت شامل ہو گئی ہے تو الحمدللہ اور اگر کوئی مزید گنجائش ہے تو اسے بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ کوشش مجلس انصاراللہ کی سطح پر ہونی چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کے آخر پر انصار کو خلافت سے وابستگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ پھر انصار اللہ کا ایک اہم کام خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کی کوشش کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر فرد اس میں لگا ہوا ہے اور بڑے اعلیٰ نمونے پیش کرتے ہیں۔لیکن انصار اللہ کو اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ جو معیار حاصل کر رہے ہیں یہ یہیں نہ رک جائیں بلکہ بڑھتے چلے جائیں۔ ہماری مالی قربانیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ہماری عبادتوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔جب یہ باتیں ہوں گی تو ہم حقیقی انصاراللہ کہلائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے والے ہوں۔اپنی عبادتوں کے معیار اس حد تک لے جانے والے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ہم سے چاہتے ہیں اور جن کی تلقین حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اختتامی خطاب سے پہلے حضورِ انور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار میں اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔مجلس اسلام آباد پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر علمِ انعامی کی حقدار قرار پائی۔

اجتماع کی رجسٹرڈ حاضری 2141 تھی جو پچھلے سال کی نسبت زیادہ تھی۔الحمدللہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب کے بعد اجتماعی دعا کروائی اور اس کے ساتھ مجلس انصاراللہ یوکے کا اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

✿✿✿✿✿✿

حدیقۃ المہدی میں جامعہ احمدیہ یوکے کی شاندار پکنک

(رپورٹ: حافظ اعجاز احمد ۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 24/اکتوبر 2009ء بروز ہفتہ جامعہ احمدیہ یوکے کے طلباء اور اساتذہ کرام کو حدیقۃ المہدی میں ایک شاندار پکنک کا پروگرام منانے کی توفیق ملی۔

اس کی تیاری کا کام تین روز پہلے سے کیا گیا۔

طلباء و اساتذہ بس اور ویگنوں کے ذریعہ صبح دس بجے حدیقۃ المہدی پہنچ گئے۔یہاں پہلے سے نصب شدہ Gazeebos اور ایک طرف باربی کیو کی جلتی ہوئی بھٹیوں سے نکلتا ہوا دھواں ایک خوبصورت گاؤں کا منظر پیش کر رہا تھا۔یہاں پہنچتے ہی ہر کوئی اس خوشگوار ماحول سے محظوظ ہونے میں مصروف ہو گیا گو کہ بارش ہو رہی تھی لیکن اس کا بھی اپنا ہی مزہ تھا۔

ساڑھے بارہ بجے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی طلباء کے درمیان تشریف لے آئے اور اس دوران طلباء کے درمیان فٹ بال، والی بال کے مقابلے ہوئے۔مختلف کلاسز کے مابین رسہ کشی کے مقابلہ جات بھی ہوئے جنہیں بے حد پسند کیا گیا۔ایک دلچسپ مقابلہ اساتذہ اور دیگر سٹاف جامعہ احمدیہ کے درمیان رسہ کشی کا مقابلہ تھا جسے سٹاف نے بآسانی جیت لیا۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتدا میں نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور اس کے بعد تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔اس کھانے کی ایک خاص بات یہ تھی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ کھانا اپنی طرف سے تیار کروایا تھا۔بارش اور سرد موسم میں خلیفۃ المسیح کی طرف سے گرم گرم تکے، کبابوں کی مہمان نوازی نے تو اس پکنک کو چار چاند لگا دیئے۔

کھانے کے بعد جب موسم کھل گیا اور بارش تھم چکی تو ائر گن سے نشانہ بازی کا مقابلہ ہوا اور اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے طلباء کو نشانہ لگانے کا طریق بتایا۔اس کے بعد ایک ہال میں نشست منعقد ہوئی جس میں طلباء نے مختلف پروگرام پیش کئے۔ اس پروگرام کے دوران بھی حضور انور ازراہ شفقت تمام وقت تشریف فرما رہے۔اس پروگرام کے۔آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء و سٹاف کو متفرق نصائح سے نوازا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر طلباء جامعہ احمدیہ کو خاص طور پر خدا تعالیٰ سے محبت اور خدا تعالیٰ کی خاطر خلیفۂ وقت سے محبت کرنے کی نصیحت فرمائی۔

ان سارے پروگراموں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قریباً پانچ گھنٹے طلباء کے درمیان موجود رہے اور طلباء اور اساتذہ نے پیارے آقا کے قرب سے خوب فیض پایا۔۔پروگرام کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور یوں یہ پکنک شام پانچ بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔اس پروگرام میں ربوہ سے آئے ہوئے مرکزی وفد کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔شکریہ

(مینجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ سپین کی ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: افتخار احمد وڑائچ۔ منتظم اعلیٰ اجتماع)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سپین کی ذیلی تنظیموں، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات مؤرخہ 10 اور 11/ اکتوبر 2009ء کو مسجد بشارت پیدروآباد میں منعقد ہوئے۔

اجتماعات کی تیاری کے سلسلہ میں پیدروآباد کے خدام نے ایک ہفتہ قبل وقارِعمل کر کے ماحول کی صفائی کی اور کھیلوں کے لئے گراؤنڈ تیار کی۔ اجتماع کے انعقاد کے لئے دو مارکیاں لگائی گئی۔ ایک لجنہ کے لئے اور دوسری مردوں کے لئے۔

پہلے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے کیا گیا۔ احباب کی کافی تعداد رات تک مسجد بشارت پہنچ چکی تھی، گو کہ کافی دوست رات سفر کر کے پہنچے تھے لیکن بفضلِ خدا تہجد میں حاضری خوش کن تھی۔

پروگرام تلقین عمل کے تحت اجتماع کے دونوں دن نمازِ فجر کے بعد درس ہوتا رہا۔ پہلے روز مکرم سیّد محمد عبداللہ صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر جماعت احمدیہ سپین نے نے ''خلافت سے ذاتی تعلق'' کے موضوع پر درس دیتے ہوئے احباب کو خلافت کی طرف سے آنے والی ہر آواز اور تحریک پر لبیک کہنے، نظامِ جماعت کی پوری پابندی کرنے اور خلیفہ وقت سے ملاقات اور خطوط لکھنے وغیرہ امور کی طرف توجہ دلائی۔

دوسرے روز اس پروگرام کے تحت مکرم ملک طارق محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے ''خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں اور فرائض'' کے عنوان سے درس دیتے ہوئے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

افتتاحی تقریب

اجتماع کی افتتاحی تقریب مؤرخہ 10/ اکتوبر کو بوقت گیارہ بجے لوائے احمدیت، لوائے خدام الاحمدیہ لہرانے اور دعا سے ہوئی۔ افتتاحی اجلاس تلاوتِ کلام پاک، خدام الاحمدیہ کے عہد اور نظم سے ہوا۔ بعدہٗ مکرم مبارک احمد صاحب امیر جماعت سپین نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے ذیلی تنظیموں کے قیام کا پس منظر پیش کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے چند اقتباسات پیش کر کے شاملین کو تاکید فرمائی کہ ان مقاصد کو نہ صرف ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں بلکہ ان پر پورا اترنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہیں۔ نیز اجتماعات میں احمدی روایات اور نظم و ضبط قائم رکھنے کی تلقین فرماتے ہوئے افتتاحی دعا کروائی۔

افتتاحی دعا کے بعد انصار خدام اور اطفال کے علمی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ جس میں تلاوت قرآن مجید، حفظِ قرآن، حفظِ حدیث، حفظِ قصیدہ، نظم، آذان اور تقریر کے مقابلے شامل تھے۔

نمازظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ مغرب وعشاء کی نماز کے وقت تک دوڑ، لمبی چھلانگ، نشانہ بازی، کلائی پکڑنا اور رسہ کشی وغیرہ کے مقابلے ہوئے۔

مجلسِ سوال وجواب

نماز مغرب وعشاء کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا جس میں حاضرین کے سوالات کے جوابات مکرم کلیم احمد سعید اور مکرم ملک طارق محمود صاحب نے دئے۔

اجتماع کا دوسرا دن

اجتماع کا دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نمازِ فجر، تلقین عمل اور ناشتہ کے بعد دس بجے دوسرے دن کے پروگرامز شروع ہوئے۔ ان پروگرامز میں، علمی و ورزشی مقابلہ جات اور اختتامی تقریب شامل تھیں۔

10 بجے اجلاس تلاوت قرآن مجید، عہد اور نظم سے شروع ہوا۔ اور مکرم سیّد محمد عبداللہ صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر جماعت احمدیہ سپین نے خدام الاحمدیہ کے عہد کے حوالہ سے خدام کو تلقین کی کہ اس عہد کے الفاظ کو ہمیشہ مدِّنظر رکھیں اور اپنا جائزہ لیتے رہیں کہ ہم اس عہد پر پورا اترتے ہیں یا نہیں۔

مختصر اجلاس کے بعد حفظِ عہد، بیت بازی اور دینی معلومات کے علمی مقابلے ہوئے۔

آج ورزشی مقابلہ جات میں والی بال اور کرکٹ کے اجتماعی مقابلہ جات ہوئے۔ والی بال کے مقابلہ میں چارٹیموں نے شمولیت کی۔ فائنل میچ مجلس Barcelona اور مجلس Valencia کی ٹیم کے مابین کھلا گیا فائنل میچ بہت دلچسپ رہا اور شائقین نے خوب حظ اٹھایا۔ فائنل میچ کی پہلی گیم مجلس Valencia نے جیتی اور دوسری گیم مجلس Barcelona نے جس کی وجہ سے تیسری گیم میں کھلاڑیوں اور ناظرین کا جوش دیدنی تھا بالآخر ایک سخت مقابلہ کے بعد Valencia کی ٹیم نے فائینل میچ جیت لیا۔

کرکٹ کا مقابلہ دوٹیموں کے مابین ہوا۔ پہلی ٹیم مجلس پیدروآباد اور مجلس میڈرڈ کے خدام پر مشتمل تھی جبکہ دوسری ٹیم مجلس Barcelona اور مجلس Valencia کے خدام پر مشتمل تھی پہلی ٹیم مقررہ اوورز میں 126 رنز بناسکی دوسری ٹیم نے انتہائی سنسنی خیز مقابلے کے بعد آخری اوور میں اس ہدف کو پورا کر کے میچ جیت لیا۔

اختتامی اجلاس

دوپہر کے کھانے کے بعد چار بجے نمازِ ظہر وعصر ادا کر کے اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سپین کی زیرِ صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد خاکسار افتخار احمد وڑائچ منتظم اعلیٰ اجتماع نے رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد مکرم امیر صاحب نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں انعامات کا حقدار ٹھہرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں انعامات حاصل کرنے والوں کو مبارکباد دی اور خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی نیز نماز باجماعت کی ادائیگی کی تلقین کرتے ہوئے اختتامی دعا کروائی۔

اس اجتماع میں تمام مجالس کی طرف سے نمائندگی ہوئی اور کل حاضری 165 رہی۔

اجتماع لجنہ اماء اللہ سپین

اجتماع کے پہلے روز لجنہ اماء اللہ نے مکرم امیر صاحب کا افتتاحی خطاب سن کر اپنی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید، عہد اور نظم کے ساتھ کیا۔ نیشنل جنرل سیکرٹری نے سالانہ رپورٹ پیش کی اور مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ نے خطاب کیا۔ صدر صاحبہ کے خطاب کے بعد ناصرات الاحمدیہ کے حفظِ قرآن، نظم اور تقریر کے علمی مقابلہ جات ہوئے اسی طرح ناصرات کا کوئز پروگرام ہوا۔

دوپہر کے وقفہ میں لجنہ نے کولڈ ڈرنک، مٹھائی، برگر، سموسوں اور پکوڑوں کے سٹال لگائے۔

شام 5 بجے لجنہ کے علمی مقابلہ جات جن میں حفظ قرآن، نظم، تقریر، فی البدیہہ تقریر اور کوئز کے مقابلے شامل تھے ہوئے، رات کو نیشنل مجلس عاملہ لجنہ کا اجلاس ہوا جس میں تمام سیکرٹریات نے اپنی رپورٹس پیش کیں اور اگلے سال کے لئے لائحہ عمل پیش کیا جس کو بہتر بنانے کے لئے مکرمہ صدر صاحبہ نے مشورے دیے۔

اجتماع کے دوسرے دن ناصرات اور لجنہ کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن کے آخر پر لجنہ نے اپنی اختتامی تقریب کی جس میں مقابلے جیتنے والی لجنات و ناصرات کو انعامات دئے گئے اور مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

سہ پہر کو تمام لجنات نے مردوں کی طرف ہونے والی اختتامی تقریب کو سنا۔ اور اس طرح خدام وانصار کے ساتھ ساتھ لجنات کا اجتماع بھی اختتام پذیر ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کی برکات سے تمام شاملین اجتماع کو متمتع فرمائے۔ آمین ثم آمین

✿✿✿✿✿✿

لاس انجلیس (امریکہ) میں تربیتی کلاس کا انعقاد

(انور محمود خان۔ لاس اینجلیس امریکہ)

موسم گرما میں لاس انجلیس جماعت نے قرآن کریم کی تعلیم کو احباب جماعت کے ذہنوں میں بٹھانے کے لئے اور ان کے علم قرآن میں اضافہ کے لئے دس ایام کے لئے ایک تربیتی کلاس کا اہتمام کیا۔ چونکہ ہماری مسجد عرصہ سے تعمیری دور سے گزر رہی ہے اس لئے دو ہفتے کے لئے ایک کرایہ کی بلڈنگ میں افراد جمع ہوئے اور اپنی تلاوت قرآن کریم میں مزید صحت اور اپنی نمازوں میں مزید نکھار پیدا کرنے کی سعی کی۔ یہ کلاس 16 جولائی سے 29 جولائی تک جاری رہی۔ مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ کی کوششوں سے بہت کامیاب رہی۔ اس کلاس میں تقریباً 60 تا 70 افراد جماعت ہر روز ساڑھے چھ بجے تا 9 بجے تک شامل رہے۔ اس کلاس کا مقصد جماعت احمدیہ کے افراد کو قرآن کریم اور نمازوں کی صحت کے ساتھ ادائیگی کی تعلیم و تربیت دینا تھا۔ چنانچہ خدام و اطفال کے ساتھ ینگ لجنہ اور ناصرات بھی بڑی تعداد میں بڑے شوق کے ساتھ شامل ہوئے۔

کلاس کی تدریس کے تین حصے تھے۔ سب سے پہلے ترتیل القرآن۔ دوم نماز کو اس کے مکمل آداب کے ساتھ آراستہ کرنا۔ سوم مجلس سوال و جواب۔ ہر حصہ کے لئے تیس منٹ کا وقت مقرر تھا۔

قرآن مجید کی تعلیم کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیان فرمودہ ہدایات کے مطابق قرآن کریم سے 20 مختلف مقامات سے آیات کا انتخاب کیا گیا۔ یہ وہ حصے ہیں جو حضور رحمہ اللہ اپنی نمازوں میں تلاوت کرتے تھے۔ مکرم قاری محمد عاشق صاحب کی MTA کی تلاوت کو مشعل راہ بنا کر ان حصوں کی درست تلفظ کے ساتھ تلاوت کی مشق کروائی گئی۔

اس کلاس میں نماز اپنی مکمل شرائط اور آداب کے ساتھ تفصیل سے بتائی اور سکھلائی گئی۔ نماز جمعہ کے آداب اور مسائل، نماز جنازہ اور مسائل، قبرستان کے آداب بھی تدریس کے مضامین میں شامل تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ نماز کی فلاسفی اور 39 دیگر سوالات در بارہ نماز اچھی طرح ذہن نشین کرائے گئے۔ اور محترم امام شمشاد صاحب کے ہمراہ تفصیل سے وضو کا صحیح طریق، وضو کے انسانی صحت پر اثرات کا بھی جائزہ پیش کیا گیا۔

مجلس سوال وجواب کے لئے بھی وقت مقرر تھا جس میں سب شاملین نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا اور متعدد سوالات کے مضبوط اور سیر حاصل جواب دیئے گئے۔ کلاس کا اختتام نماز مغرب اور عشاء کے ساتھ ہوتا رہا۔

آخری روز تربیتی کلاس کا اختتامی اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی ایک مشہور نظم ''نونہالان جماعت'' کے چند اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے گئے۔ اس کے بعد خاکسار (انور محمود خان) نے کلاس کی رپورٹ پیش کی۔ مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تربیت نے قیمتی نصائح کیں اور تربیت کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی فرمائی۔ سب شاملین کی خدمت میں سرٹیفکیٹ تقسیم کئے۔

آخر میں امام شمشاد صاحب نے نماز باجماعت کی اہمیت پر جامع خطاب کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی حیات طیبہ میں سے بعض اقتباسات پیش کئے۔ اور بتایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا انتخاب عمل میں آیا تو دہلی کے ایک اخبار نے لکھا کہ 'اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے ان کا سر کٹ چکا ہے۔ ایک شخص جوان کا امام بنا ہے اس سے تو اور کچھ ہو گا نہیں، ہاں یہ ہے کہ وہ تمہیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے'۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ 'اللہ کرے ایسا ہی ہو کہ میں تمہیں قرآن سنایا کروں'۔ سبحان اللہ اعتراض کا جواب بھی دیا تو کس شان سے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ قرآن کے سوا اور ہے ہی کیا جس کی تعلیم کی ضرورت ہو۔

تمام قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام طلبا اور طالبات کو سنوار کر نماز پڑھنے کی توفیق دے اور تلاوت قرآن کریم کا سرور حاصل ہو۔

✿✿✿✿✿✿

رغبت دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو
عادت ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشق صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

(کلام محمود)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مسیح موعودؑ اور سرسید کا علم کلام غیراز جماعت مصنّفین کا تجزیہ

ماہنامہ ''انصار اللہ'' ربوہ اگست 2007ء میں مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سرسید احمد خان کے علم کلام کا تجزیہ غیراز جماعت علماء کی نظر سے پیش کیا گیا ہے۔

انیسویں صدی کے آغاز میں غیر مذاہب والے اُس زمانہ کے مسلمان علماء کی تفاسیر اور دیگر کتب کے ذریعے اسلام پر اعتراضات کرتے۔بعض مسلمان علماء یہ دیکھ کر کڑھتے تو تھے مگر اعتراضات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جواب دینے سے قاصر تھے۔ نامور صحافی اور مصنف جناب عبداللہ ملک لکھتے ہیں: ''جس زمانہ میں مرزا غلام احمد دینی علوم کے حصول اور عبادت و ریاضت میں مصروف تھے وہ زمانہ ذہنی طور پر مسلمانوں اور اسلام کے لئے بڑا کرب کا زمانہ تھا۔......اس دَور میں عیسائی پادریوں اور ان کی تبلیغ میں زبردست قسم کی جارحیت تھی اور انگریزی سرکار کے اہلکار کھلم کھلا ان پادریوں اوران کے تبلیغی کارناموں کی سرپرستی فرماتے تھے۔ ...... اسی کرب کے دَور میں مرزا غلام احمد کی تحریک احمدیت نے جنم لیا۔لطف یہ ہے کہ سرسید اور غلام احمد دونوں عیسائیت کی یلغار سے بہت بُری طرح متأثر ہوئے۔ اس کے خلاف مزاحمت کے طریقے ڈھونڈنے شروع کئے''۔

ان حالات میں ایسا طبقہ منظر عام پر آیا جو جدید فلسفہ کو اپنانے میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ غیر مذاہب والے اسلام کے جس عقیدہ پر اعتراض کرتے یہ سرے سے ہی ان عقائد کا انکار کر دیتے اور ایسا معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے کہ دین اسلام کا سارا حسن ختم ہوکر رہ جاتا۔اس تاریک زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے غیر مذاہب کے گندے اور باطل اعتراضات کے پرخچے اڑا دیئے بلکہ آپؑ کے جارحانہ انداز سے اُن کو اپنے مذاہب کی صداقت ثابت کرنا مشکل ہوگیا۔اور آپ کی وفات پر اخبارات و رسائل نے انہی دینی خدمات کی وجہ سے آپ کو فتح نصیب جرنیل قرار دیا۔

اس زمانہ میں اسلام کی پسماندگی دور کرنے کے لئے سرسید احمد خانصاحب بھی آگے آئے۔انہوں نے مسلمانان ہند کی سیاسی، اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔لیکن اُن کا طرزفکر معذرت خواہانہ تھا۔آپ برہموسماج کی کامیابی سے متأثر تھے جو وحی والہام، معجزات، جنت و دوزخ اور قبولیت دعا سے انکار کرتے تھے اوران کا خیال تھا کہ الہامی کتب غلطیوں سے پاک نہیں ہیں۔سرسید نے ان سے متأثرہ عقائد کو اختیار کیا اوران کی تعلیمی پالیسی کو بھی اپنایا۔عیسائیوں کے ساتھ بھی آپ کا رویہ مصلحت آمیز تھا۔انگریزوں سے میل جول رکھنے کی خاطر رسالہ تحریر کیا۔توریت اور انجیل کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق ثابت کرنے کے لئے تفسیر لکھی۔آریہ سماج کے ساتھ بھی آپ کے تعلقات نہایت اچھے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا سرسید احمد خاں سے پہلا رابطہ 1864ء تا 1868ء میں ہوا جب حضورؑ بسلسلہ ملازمت سیالکوٹ تشریف فرما تھے۔آپؑ نے سرسید کو ایک عربی خط تحریر فرمایا جس میں اُن کی انجیل کی تفسیر سے متعلق کچھ امور بیان کئے۔ بعد ازاں سرسید نے 1877ء میں قرآن کی تفسیر شروع کی جس کے چند صفحات حضورؑ نے دیکھے لیکن پسند نہ فرمائے۔حضورؑ نے ''براہین احمدیہ'' میں جہاں برہموسماج کے دس وساوس کا ردّ فرمایا ہے وہاں ہی سرسید کے نیچری خیالات کا بھی ردّ فرمایا ہے۔تاہم حضورؑ سرسید کی تعلیمی اور سیاسی خدمات کے معترف تھے مگر ان کے مذہبی خیالات اور اسلام کو مغربی فلسفہ کے مطابق ثابت کرنے کے سخت خلاف تھے۔آپؑ نے 1882ء میں سرسید سمیت دنیا بھر کے مذہبی راہنماؤں کو قادیان آکر نشان دیکھنے کی دعوت دی۔ پیشگوئی 20/ فروری 1886ء میں بھی سرسید کا ذکر فرمایا۔

حضرت اقدس نے ''آئینہ کمالات اسلام'' میں سرسید کو مخاطب کرکے اُن کی مذہبی غلطیوں کی نشان دہی کی اور اِس زمانہ میں الہام، وحی، معجزات، ملائکہ کا ثبوت دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش فرمایا۔پھر سرسید کے دعا کے بارہ میں خیالات کا جواب حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ (جن کے سرسید سے قریبی تعلقات تھے) کی تحریک پر ''برکات الدعا'' کے نام سے تحریر فرمایا۔پھر اتمام حجت کے لئے 12 مارچ 1897ء کو ایک اشتہار بھی شائع فرمایا۔حضورؑ نے ''سراج منیر'' میں بھی سرسید پر اتمام حجت فرمائی۔حضورؑ نے مقدمہ اقدام قتل میں سرسید کو اپنی طرف سے صفائی کا گواہ لکھوایا۔پھر ''کشف الغطاء'' میں سرسید کے بارہ میں اپنے خیالات تفصیل سے بیان فرمائے۔

سرسید کی طرف سے اسلام کے دفاع کی کوششوں کے بارہ میں جناب عبداللہ ملک لکھتے ہیں: ''سرسید نے جدید علم الکلام کی بنیاد ڈالی جس کے متعلق انہوں نے ایک مفصل تقریر میں کہا تھا کہ اس زمانہ میں ایک جدید علم کلام کی حاجت ہے جس سے یا تو ہم علوم جدید کے مسائل کو باطل کر دیں یا مشتبہ ٹھہرا دیں یا اسلامی مسائل کو ان سے مطابق کر دکھائیں''۔

مزید لکھا کہ ''(اپنی) تفسیر میں سرسید نے قرآن کے تمام اندراجات کو عقل اور سائنس کے مطابق ثابت کیا ہے اور جہاں کہیں سائنس کی معلومات اور کلام مجید کے درمیان اختلاف معلوم ہوتا ہے وہاں معتزلہ طریقے کے مطابق آیات کی نئی تاویل اور تشریح کر کے اس اختلاف کو (اپنی دانست میں) دُور کیا ہے۔سرسید نے معراج، شق صدر کو رؤیا کا فعل مانا ہے۔حساب، کتاب، میزان، جنت دوزخ کے متعلق تمام قرآنی ارشادات کو بطریق مجاز و استعارہ و تمثیل قرار دیا ہے۔ ابلیس اور ملائکہ سے کوئی خارجی وجود مراد نہیں لیا۔حضرت عیسیٰ کے متعلق کہا ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ بن باپ پیدا ہوئے۔......''۔

مولانا الطاف حسین حالی نے سرسید کی سوانح اور خدمات پر ''حیات جاوید'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب تصنیف کی جس میں سرسید کا ہر طرح دفاع کرنے کے باوجود وہ لکھتے ہیں: ''اگرچہ سرسید نے اس تفسیر میں جابجا ٹھوکریں کھائیں اور بعض مقامات پر ان سے رکیک لغزشیں ہوئی ہیں''۔مزید لکھا: ''اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ آخری عمر میں سرسید کی خودرائی یا جو وثوق کہ ان کو اپنی رایوں پر تھا وہ حد اعتدال سے متجاوز ہوگیا تھا۔بعض قرآنی آیات کے وہ ایسے معنی بیان کرتے تھے کہ جن کو سن کر تعجب ہوتا تھا کہ کیونکر ایسا عالی دماغ آدمی ان کمزور اور بودی تاویلوں کو صحیح سمجھتا ہے۔ ہرچند کہ ان کے دوست ان تاویلوں پر ہنستے تھے مگر وہ کسی طرح اپنی رائے سے رجوع نہ کرتے تھے''۔

سرسید کے علم الکلام کی ناکامی کے بارہ میں معروف سکالر اور کئی کتب کے مصنف جناب شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں: ''یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے علم کلام نے تعلیم یافتہ طبقے یا ارباب کے شک والحاد کو ایمان کی دولت بہم پہنچائی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ کسی فرد یا کسی قوم کی ترقی کے لئے جزوی عقائد یا مسائل کو سائنس کے مطابق ناقابلِ اعتراض ثابت کرنے کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی جتنی ایمان بالغیب و یقین کامل اور ان اخلاقی اور روحانی خوبیوں کی جو مذہب حقہ کا عطیہ ہیں''۔

گورنمنٹ کالج لاہور کے پروفیسر اور کئی کتب کے مصنف قاضی جاوید سرسید کے علم کلام کے بارہ میں لکھتے ہیں: ''انہیں اسلام کی نئی توجیہہ پیش کرنا پڑی۔ مذہب کی روایتی صورت کے لئے فطریت کو تباہ کن خطرہ تصور کرتے ہوئے اس امر کی کوشش کی گئی کہ فطریت اور اسلام میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ظاہر ہے کہ روایتی مسلّمہ الٰہیات اس معیار پر پورا نہیں اتر سکتی تھیں۔لہٰذا فقہا اور تقلید پرستوں کی آراء کو حرف آخر سمجھنے سے انکار کیا گیا۔اس سلسلے میں زیادہ ترمدد اس تصور سے لی گئی کہ قرآن کریم کی زبان تمثیلی اور علاماتی ہے اس طرح گویا قرآنی تعلیمات کی من مانی توجیہات کا جواز تلاش کیا گیا''۔

جناب پروفیر کرار حسین لکھتے ہیں: ''سرسید احمد خاں نے تو مغربی زندگی کو انسانی تہذیب کا اعلیٰ ترین نمونہ (میں اسوہ حسنہ کہنے والا تھا) سمجھ کر جہاں کہیں کسی ......عقیدہ اور رسم کو مغربی عقلیت سے ٹکراتے ہوئے دیکھا تو نہایت دیانتداری سے وہیں اس کی کوئی توجیہہ یا تاویل یا معذرت کر دی جس سے ذہن پر مرعوبیت کے نقوش گہرے ہونے کے علاوہ اسلام کی شکل ایک مسخرہ کا لبادہ ہوتے ہوتے رہ گئی''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 28 دسمبر 1897ء کے جلسہ سالانہ پر اسلام پر فلسفہ کے اعتراض اور علوم جدیدہ کے دلدادوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تاکہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔ میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کردیتی ہے اور یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کے دروازہ پر پھینک دیتے ہیں۔......لیکن مجھے یہ تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یک طرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا ان کو موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کرسکتا ہے یعنی دینی خدمت بجالاسکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو''۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 44-43)

سرسید کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی برتری اور فوقیت اور ہمہ گیر اثر کا ذکر کرتے ہوئے جناب عبداللہ ملک رقمطراز ہیں: ''اس علم الکلام نے سرسید کے پیروکاروں میں ایک گونہ تلخی پیدا کردی تھی۔کیونکہ ایک طرف وہ ان تعلیمات کو سچا بھی جانتے تھے، ان کی ضرورتوں کا بھی ان کو پورا پورا احساس تھا دوسری طرف وہ روایتی مذہب پر بھی غیرشعوری طور پر

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا جنوری، فروری 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم حبیب الرحمٰن ساحر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

گزر ہو تیرا صَبا ! جب درِ نگاراں سے
تُو حال کہنا صَفیروں کا شہرِ یاراں سے

میری صدا نہ دبا......میری روح کا ساز نہ چھین
میرا سکون ، میرا چین ، میرا ناز نہ چھین
میری اذاں ، میرا کلمہ ، میری نماز نہ چھین

وگرنہ ......تم سے بھی قرضہ زمیں چکائے گی
جو آج بویا ہے کل فصل بَن کے چھائے گی
قرونِ قبل کی تاریخ لوٹ آئے گی

رہو گے تم نہ مکینوں میں نے مکانوں میں......
تمہارا نام تک ہوگا نہ داستانوں میں

دل وجان سے فریفتہ تھے۔ چنانچہ سچ یہ ہے کہ اس دَور میں جن لوگوں کو سرسید نے متأثر کیا ساتھ ہی ان کو اپنی تعلیمات سے ایک گونہ آزردہ بھی کیا۔ ان ہی آزردہ دلوں کو بہت حد تک مرزا غلام احمد نے اپنے طور طریقوں سے سمیٹا۔ سرسید نے عقل کی بنیاد پر قرآنی آیات اور مذہبی تعلیمات وعبادات کی جتنی توجیہات اور تاویلات کی تھیں مرزا غلام احمد نے ان کے پرخچے اڑا دیئے۔ سرسید نے رسول خدا کے معجزات کو رؤیا کا فعل بتا کر تاویل کرنے کی کوشش لیکن مرزا غلام احمد نے ان معجزات کو عقل اور دلائل کی بنیاد پر درست ثابت کیا۔ (اس کے بعد ''آئینہ کمالات اسلام'' سے وہ عبارت نقل کی گئی ہے جس میں آنحضرت ﷺ کے کئی عظیم الشان معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر لکھا کہ:) ان تمام سرگرمیوں نے مرزا غلام احمد کو اپنے متشدد پیروکاروں کا ایک مضبوط اور مؤثر حلقہ پیدا کرنے میں مدد دی۔ چنانچہ آریہ سماج کے خلاف مرزا غلام احمد نے جو تصنیف وتالیف کی، جو مناظرے اور مباحثے ترتیب دیئے ان سبھی اقدام نے پڑھے لکھے مسلمانوں کو متأثر کیا...... چنانچہ اس محاذ پر بھی مرزا غلام احمد نے ہی ان مسلمانوں کی تشفی کی''۔

پروفیسر قاضی جاوید صاحب جماعت احمدیہ کے بلند نصب العین کے بارہ میں لکھتے ہیں: ''اس جارحانہ اور نوآبادیاتی نظام دشمن عنصر کی موجودگی نے احمدی تحریک کو علی گڑھ تحریک سے زیادہ مثبت بنا دیا۔ علی گڑھ تحریک میں اسلام کا دفاع کرنے کا رویہ غالب ہے جبکہ احمدی تحریک میں اس رویے کے ساتھ اسلام کو دنیا کا غالب مذہب بنانے کا شدید جوش وولولہ بھی موجود ہے احمدیہ تحریک کی تبلیغی سرگرمیاں بھی اس عنصر کی موجودگی پر دلالت کرتی ہیں''۔

سید حبیب ایڈیٹر روزنامہ ''سیاست'' لاہور نے جماعت احمدیہ کے خلاف ضخیم کتاب بعنوان ''تحریک قادیان'' شائع کی لیکن حضور علیہ السلام کی سرسید کے مقابلہ میں برتری کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ لکھا: ''مسلمانوں کے بہکانے کے لئے عیسائیوں نے دین حقہ اسلامیہ اور اس کے بانی صلعم پر بے پناہ حملے شروع کر دیئے جن کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا۔ آخر زمانہ نے تین آدمی ان کے مقابلہ کے لئے پیدا کئے۔ ہندوؤں میں سوامی شری دیانند جی مہاراج نے جنم لے کر آریہ دھرم کی بنیاد ڈالی اور عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ شروع کیا۔ مسلمانوں میں سرسید علیہ الرحمۃ نے سپر سنبھالی اور ان کے بعد مرزا غلام احمد صاحب اس میدان میں اترے۔ مذہبی حملوں کے جواب دینے میں البتہ سرسید کامیاب نہیں ہوئے اس لئے انہوں نے ہر معجزہ سے انکار کیا اور ہر مسئلہ کو بزعم خود عقل انسانی کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں بچے کھچے جو علماء بھی موجود تھے ان میں اور سرسید میں ٹھن گئی۔ کفر کے فتوے شائع ہوئے اور بہت غلاظت اچھلی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحی پروپیگنڈا زور پکڑ گیا اور علی گڑھ مسلمانوں کی بجائے ایک قسم کے ملحد پیدا کرنے لگا۔ یہ لوگ محض اتفاقِ پیدائش کی وجہ سے مسلمان ہوتے تھے ورنہ انہیں اسلام پر کوئی اعتقاد نہ ہوتا تھا۔ اس وقت کے آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔ اِکے دُکے جو عالم دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہوگئے مگر کوئی کامیاب نہ ہوا۔ اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ پدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اسلام کے متعلق ان کے بعض مضامین لاجواب ہیں''۔

چند مزید آراء ان علماء کی پیش ہیں جو احمدی تو نہیں تھے مگر صداقت کے اظہار کی جرأت رکھتے تھے۔

☆ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا: ''اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہوکر اڑنے لگا۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے گا اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا''۔

☆ جناب مرزا حیرت دہلوی صاحب نے لکھا کہ: ''مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کے مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ بحیثیت ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا''۔

☆ مولوی نور محمد نقشبندی نے لکھا: ''اسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہوکر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت واحکام پر اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا کیونکہ احکام اسلام وسیرت رسول اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر اس کا ایمان تھا یکساں تھے پس الزامی ونقلی وعقلی جوابوں سے ہار گیا مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ثابت ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہوکر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادتمند ہو مجھ کو قبول کر لو اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی''۔

☆ علامہ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں: ''مرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کی مدافعت کی اور اس وقت جب کوئی بڑے سے بڑا عالم دین دشمنوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا''۔

☆ سہ روزہ ''ایشیا'' کے مدیر جناب نصر اللہ خان عزیز صاحب نے اپنے ادارتی صفحہ میں بحث ونظر کے عنوان سے جماعت احمدیہ کے قیام اور فروغ کا تجزیہ ان الفاظ میں کیا: ''...... جب مسلمان چاروں طرف سے اس طرح گھرے ہوئے تھے تو ہر وہ شخص جس نے ان کے مذہب کی حفاظت وحمایت کا ادعا کیا مسلمانوں نے اس کو سرآنکھوں پر بٹھایا۔ چنانچہ سرسید احمد خاں مرحوم کو علمائے ہند کے مقابلہ میں تعلیم یافتہ مسلمانوں میں جو زیادہ محبوبیت حاصل ہوئی تو اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ انہوں نے تشکیک کے ان کانٹوں کا ''مداوا'' مہیا کیا جو پادریوں اور پرچارکوں نے ان کے دلوں میں چبھو دیئے تھے۔ ہر چند سرسید کا علم کلام اسلامی علوم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تھا اور قرآن وسنت کی جو تعبیر وہ پیش کرتے تھے، وہ حقیقت سے بہت دور تھی لیکن چونکہ اس سے بعض لوگوں کے دلوں کے شکوک رفع ہوتے تھے اور اسلام کی حقانیت کے متعلق ان کے اضطراب کو سکون ملتا تھا۔ اس لئے وہ لوگ ان کے معتقد اور نیچری کہلانے پر فخر کرنے لگے۔ بالکل یہی کیفیت مرزا غلام احمد قادیانی کے معاملے میں پیش آئی۔ جب وہ اسلام کی حمایت کا علم لے کر اُٹھے اور انہوں نے اپنے مخصوص علم کلام سے غیر مسلموں کا مقابلہ کرنا شروع کیا تو مسلمانوں نے ان کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خصوصاً وہ جدید طبقہ جو مغربی علوم سے مرعوب ہوکر عیسائیت کی طرف راغب ہو رہا تھا اور جسے سرسید کا علم کلام بھی بوجوہ مطمئن نہیں کر سکا تھا۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ سرسید کی طرح اسلام کا کھلم کھلا انکار کرنے کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی قرآن ہی سے ان کے انکار کا مواد پیش کر رہے ہیں تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوگیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے زیادہ نمایاں ساتھیوں میں سے اکثر ایسے تھے کہ اگر وہ قادیان نہ جاتے تو عیسائی ہو جاتے۔ مولوی محمد علی ایم اے اور خواجہ کمال الدین اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے''۔

مزید لکھتے ہیں: ''سرسید کے برعکس انہوں (مرزا غلام احمد) نے کسی چیز کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کی اسلامی توجیہہ پیش کی۔ اس علم کلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کو مسلمانوں کی حمایت حاصل ہوگئی۔ مسلم علماء نے ان کی تردید اور مخالفت میں صرف بحث ومناظرہ کیا اور دلائل کا انبار لگایا۔ مگر یہ دلائل ان لوگوں کو کیا اپیل کرتے جو محسوس کرتے تھے کہ ان کے دلوں کی بہت سی بے اطمینانیوں سے ان کو نجات مل گئی تھی۔...... اور وہ علماء کی مخالفتوں کو اس وجہ سے نظر انداز کر گئے کہ علماء ان کے عقلی اور سیاسی اضطراب کو دور نہ کر سکتے تھے''۔

☆ ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک TV پروگرام میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی ہندوؤں آریوں اور عیسائیوں وغیرہ کے مقابل پر اسلام کے دفاع کی شاندار خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا ''مرزا صاحب تو اس وقت کے علماء کی آنکھ کا تارا بن گئے تھے''۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو زبردست علم کلام پیدا فرمایا، اس کی برتری کا اعتراف اپنوں کو ہی نہیں بلکہ غیروں کو بھی ہے۔

حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/جولائی 2007ء میں مکرم محمد افضل ظفر صاحب کے قلم سے حضرت مولوی ابوالعطاء جالندھری صاحب کی سیرۃ کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضرت مولوی صاحب کو قرآن کریم سے عشق تھا۔ سفر میں اکثر وقت تلاوت یا مسنون دعاؤں کے ورد میں گزرتا۔ رمضان میں اپنے آرام کا بیشتر وقت بھی تلاوت کیا کرتے کہ گھر والوں کو آپ کی صحت کے متعلق فکر ہونے لگتا۔ آپ نہ صرف رمضان میں مرکزی انتظام کے تحت درس قرآن کریم دیتے بلکہ اپنے محلّہ میں بھی درس کا اہتمام کر رکھا تھا اور اپنے گھر میں مستورات کے لئے باپردہ درس کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ احکام قرآن کی سختی سے پابندی فرماتے۔ جب باہر سے تشریف لاتے تو گھر کے باہر کھڑے ہوکر بلند آواز سے السلام علیکم کہتے اور جب تک اجازت نہ دیدی جاتی، اندر نہ آتے۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں دو نعتیہ مشاعروں کا بھی اہتمام کروایا اور احادیث کے مجموعے بھی مرتب کئے۔

آپ سفر میں بھی تہجد کی پابندی کرتے۔ بڑے متّقی، پرہیزگار اور نماز باجماعت کے سختی سے پابند تھے۔ نظام خلافت سے کبھی روگردانی نہ کی۔ خلافت سے عشق کا برملا اظہار ہوتا۔ ایک بار فرمایا: ''مجھے خلافت ثالثہ کے انتخاب سے دو روز قبل ہی یہ بتا دیا گیا تھا کہ ووٹ کس کو دینا ہے اور کس نے خلیفہ منتخب ہونا ہے''۔

آپ اکثر دعوتوں کا اہتمام کرتے جن کا اصل مقصد خدمت دین اور دعوت الی اللہ تھا۔ ان دعوتوں میں غیر از جماعت مہمان بھی شامل ہوتے۔ اپنے بچوں سے بغیر کسی فرق کے محبت کرتے۔ اپنے شاگردوں کی حوصلہ افزائی فرماتے اور اُن کے جذبات کا خیال رکھتے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں شدید مصروفیت کے باوجود ایک غریب طالبعلم کا نکاح پڑھانے خاص طور پر تشریف لے گئے تو واپسی پر بڑی خوشی سے اپنے بیٹے کو بتایا کہ یہ میرا غریب طالبعلم تھا، اس کی پہنچ مجھ تک تھی اور اس کا حق بھی تھا کہ وہ مجھے کہے۔ اس لئے مَیں نے باوجود تکلیف کے آنا ضروری جانا۔

حضرت مولانا صاحب صاحب کشف و رؤیا تھے۔ آپ کو اپنی وفات کی اطلاع بھی کئی دن پہلے دیدی گئی تھی اور آپ نے اشاروں میں اپنے بیٹوں کو بتا بھی دیا تھا۔ کئی سال قبل بھی آپ کو 1977ء خواب میں دکھا دیا گیا تھا۔ اور ایک شربت کی بوتل دکھا کر بتایا گیا تھا کہ یہ 75 سال تک کارآمد رہے گی۔

آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے آپ کے بچوں اور شاگردوں نے بارہا دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے قریباً لاعلاج مریضوں کو بھی نئی زندگی عطا فرمائی۔

آپ کا چہرہ ہمیشہ ہشاش بشاش اور متبسم رہتا۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ طبیعت سادہ تھی اور تکلفات کو پسند نہ فرماتے۔ لالچ، طمع اور خوشامد سے دور تھے۔

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ مئی 2007ء میں شائع شدہ مکرم لئیق احمد عابد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

ہیں تیرے نقش پا روشنی کے دیئے
تو سراپا محبت ہے سب کے لئے
میرا آقا ہے تو ، عبدِ رحمٰن ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

جس نے دیکھا تجھے وہ تیرا ہوگیا
جان و دل سے وہ تجھ پہ فدا ہوگیا
دلنشیں کس قدر تیری مُسکان ہے
تیرے قدموں میں رہنا میری شان ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
11th December 2009 – 17th December 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 11th December 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:25	Yassarnal Qur'an
00:55	Science and Medicine Review
01:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 20th December 1995.
02:40	Dars-e-Malfoozat
03:00	MTA World News
03:20	Tarjamatul Qur'an class: Recorded on 8th December 1998.
04:25	Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa Gah.
05:15	MTA Variety: Journey of Khilafat.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine Review
07:15	Bustan-e-Waqfe-Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 10th February 2007.
08:15	Le Francais C'est Facile: lesson no. 73.
08:40	Siraiki Service
09:30	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 12th May 1994.
10:20	Indonesian Service
11:20	Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:55	Tilawat & Science and Medicine Review
13:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:15	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:30	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009. [R]
17:15	Peace Symposium: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V during the peace symposium in 2004.
17:30	Le Francais C'est Facile: lesson no. 73. [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Science and Medicine Review
21:10	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009. [R]
22:30	Casa Loma
23:00	Reply to Allegations [R]

Saturday 12th December 2009

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:25	Le Francais C'est Facile: lesson no. 73.
01:50	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st December 1995.
02:55	MTA World News
03:15	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009.
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Bustan-e-Waqfe-Nau class with Huzoor recorded on 10th February 2007.
07:55	Question and Answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd December 1995. Part 2.
09:00	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009. [R]
10:00	Indonesian Service
10:55	French Service
12:00	Tilawat
12:25	Yassarnal Qur'an
12:50	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:50	Bangla Shomprochar
14:55	Bustan-e-Waqfe-Nau class [R]
15:50	Live Rah-e-Huda
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:15	Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
20:30	International Jama'at News
21:15	Jalsa Salana Germany Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 1st August 2004 from the ladies Jalsa Gah.
22:05	Rah-e-Huda [R]
23:35	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009. [R]

Sunday 13th December 2009

00:40	MTA World News
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Tilawat
01:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th December 1995.
02:35	Ashab-e-Ahmad
03:05	MTA World News
03:30	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009.
04:30	Faith Matters
05:30	Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's visit to New Zealand.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Gulshan-e-Waqfe-Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 11th February 2007.
07:30	Faith Matters
08:35	Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Mauritius.
10:05	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 6th July 2007.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an
12:45	Bengali Reply to Allegations
13:50	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009. [R]
15:00	Gulshan-e-Waqfe-Nau (Lajna) class [R]
16:05	Casa Loma
16:35	Faith Matters [R]
17:40	Yassarnal Qur'an
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Casa Loma [R]
21:00	Gulshan-e-Waqfe-Nau (Lajna) class [R]
22:05	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009. [R]
23:10	Success Stories: Mumtaz Ahmad

Monday 14th December 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:50	International Jama'at News
01:20	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th November 1995.
02:25	Friday Sermon: rec. on 11th December 2009.
03:25	MTA World News
03:45	Casa Loma
04:15	Question and Answer Session: recorded on 7th June 1998. Part 1.
05:15	Success Stories: Mumtaz Ahmad
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 17th February 2007.
08:15	Medical Matters
08:40	Le Francais C'est Facile
09:00	Khilafat Jubilee Quiz
09:25	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat recorded on 31st January 1999.
10:30	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 16th October 2009.
11:20	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat & MTA International News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: rec. on 12th December 2008
15:05	Jalsa Salana Qadian 2009: a speech by Maulana Inaam Ghauri on the topic of Seerat Hadhrat Masih Maud (as).
16:00	Gulshan-e-Wafe Nau (Nasirat) Class [R]
17:10	Jalsa Salana Holland Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 18th June 2006.
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th December 1995.
20:35	MTA News
21:10	Le Francais C'est Facile: Lesson no. 62
21:05	Gulshan-e-Wafe Nau (Nasirat) Class [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Tuesday 15th December 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th December 1995.
02:35	MTA World News
02:50	Jalsa Salana Holland Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 18th June 2006.
03:45	Friday Sermon
04:50	Medical Matters
05:20	Jalsa Salana Qadian 2009
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 18th February 2007.
08:05	Question and Answer Session: rec. on 22nd November 1998.
09:15	Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
10:10	Indonesian Service
11:10	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 6th March 2009.
11:55	Tilawat & MTA News
12:40	Yassarnal Qur'an
13:05	Bangla Shomprochar
14:10	Khuddam-ul-Ahmadiyya Germany Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 19th May 2004.
15:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
16:05	Question and Answer Session [R]
17:15	Yassarnal Qur'an
17:40	Historic Facts
18:10	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th December 2009.
20:40	MTA International News
21:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class [R]
22:10	Khuddam-ul-Ahmadiyya Germany Ijtema [R]
23:10	Intikhab-e-Sukhan

Wednesday 16th December 2009

00:15	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:05	Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd January 1996.
02:10	Learning Arabic
02:30	Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
03:25	MTA World News
03:45	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd November 1998.
05:00	Khuddam-ul-Ahmadiyya Germany Ijtema
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 25th February 2007.
07:40	The Martyrdom of Hadhrat Imam Hussain
08:25	Question and Answer Session: Recorded on 28th November 1998.
09:50	Indonesian Service
10:50	Swahili Service
11:50	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1985.
13:25	Bangla Shomprochar
14:30	Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 22nd August 2004.
15:45	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class [R]
16:50	Question and Answer Session [R]
17:30	MTA World News
18:05	Arabic Service
19:55	Liqa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 3rd January 1996.
20:35	The Martyrdom of Hadhrat Imam Hussain [R]
21:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class [R]
21:35	Jalsa Salana Germany Address [R]
23:35	From the Archives [R]

Thursday 17th December 2009

00:40	MTA World News
01:00	Tilawat
01:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd January 1996.
02:15	MTA World News
02:30	From the Archives: rec. on 17th May 1985.
03:30	Land of the Long White Cloud
03:55	The Martyrdom of Hadhrat Imam Hussain
04:45	Jalsa Salana Germany Address
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 3rd March 2007.
08:05	Faith Matters
09:10	English Mulaqat: question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th November 1995. Part 1.
10:10	Indonesian Service
11:20	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45	Yassarnal Qur'an
13:10	Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V on 27th December 2005.
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Tarjamatul Quran Class: Recorded on 9th December 1998.
16:10	Khilafat-e-Ahmadiyya
16:30	Yassarnal Qur'an
16:55	English Mulaqat [R]`
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Faith Matters [R]
21:40	Tarjamatul Quran Class [R]
22:40	Jalsa Salana Qadian Address [R]
23:30	Khilafat-e-Ahmadiyya [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 Friday 04 December , 2009 Issue No. 49

سب سے بڑی دعا اور سب سے بڑا ذکر نماز ہی ہے بشرطیکہ وہ اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کی جائے۔

سب سے پہلا اور بڑا اور اہم تقاضا انصار اللہ بننے کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار قائم کئے جائیں۔

انصار اللہ خصوصیت سے دینی علوم کے حصول کی طرف توجہ کریں۔ اور یہ قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

انصار اللہ کو باقاعدہ ایسی سکیم بنانی چاہئے جس کے تحت انصار اللہ کے ممبران کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے۔
وہ انصار جو فارغ ہیں خود بھی اپنے آپ کو اس کے لئے پیش کریں اور تبلیغ کے میدان میں مدد دیں۔

آپ کی آمدنیوں میں جو ترقی ہے اس میں دین کا حق بھی اپنی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے ادا کریں۔

صف دوم کے انصار کو تو سو فیصد نظام وصیت میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

انصار اللہ کا ایک اہم کام خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کی کوشش کرنا ہے۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انصار اللہ UK کے سالانہ اجتماع سے اختتامی خطاب)

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کا انعقاد۔ مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ فیملی فورم، تربیتی فورم، صلاۃ فورم اور چیریٹی ڈنر کے دلچسپ پروگرام۔

مجلس انصار اللہ یوکے کا سالانہ اجتماع بروز جمعہ، ہفتہ اتوار 2.3.4/اکتوبر 2009ء ٹلفورڈ اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ انہی ایام میں لجنہ اماء اللہ UK کا اجتماع بھی اسلام آباد میں ہی منعقد ہوا۔

مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ یوکے نے انصار کے اجتماع کے افتتاحی اجلاس میں اپنی تقریر میں بتایا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ (UK) کے اجتماعات ایک ساتھ ایک ہی مقام پر ہو رہے ہیں اور اس طرح ہم اجتماع کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کے دو خطابات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

صدر صاحب نے بتایا کہ اس دفعہ حاضری بڑھانے کے لئے خصوصی کوشش کی گئی۔ اس کوشش کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور اجتماع کی حاضری پچھلے سالوں کی نسبت بہت اچھی رہی۔ اسی طرح جو انصار بیمار تھے زعماء سے کہا گیا کہ ان سے جا کر ملیں اُن کی نہ صرف تیمارداری کریں بلکہ ان کو اجتماع کی کامیابی کیلئے دعا کی بھی درخواست کریں۔

صدر صاحب نے بتایا کہ امسال ایک ایسے ناصر جن کا نام کرنل طالب حسین ہے اور اُن کی عمر 93 سال ہے اجتماع میں شامل ہوئے اور سارے پروگرامز سنے۔

امسال اجتماع کے موقع پر فیملی فورم، تربیتی فورم، صلاۃ فورم، منعقد کئے گئے۔ تربیتی فورم کی صدارت مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر یوکے نے کی، اسی طرح صلاۃ فورم کی صدارت مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن نے کی اور انصار کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے۔ یہ پروگرام تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پر محیط تھا۔ علاوہ ازیں انصار اللہ کے درمیان مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے جن میں تلاوت قرآنِ کریم، نظم، تقریر، مشاہدہ معائنہ اور پیغام رسانی شامل تھے۔ اور ورزشی مقابلہ جات میں فٹ بال، والی بال، گولہ پھینکنا، دوڑ سو میٹر اور رسہ کشی کے مقابلہ جات شامل تھے۔ ان مقابلہ جات میں سب سے دلچسپ مقابلہ یوکے کی نیشنل عاملہ انصار اللہ اور لندن ریجن کے انصار کے درمیان رسہ کشی کا تھا جس کو حضورِ انور ایدہ اللہ نے بنفسِ نفیس نہ صرف دیکھا بلکہ مقابلہ کے بعد اس میں حصہ لینے والے انصار کو مُصافحہ کا شرف بھی عطا فرمایا۔

بروز ہفتہ چیرٹی ڈنر کا انتظام کیا گیا تھا جس میں چیریٹی واک کے موقع پر جمع ہونے والی رقم 101651 پونڈ لندن کی مختلف چیریٹیز میں تقسیم کی گئی۔ اس ڈنر میں 63 غیر از جماعت دوستوں نے شرکت کی۔

اجتماع کے آخری دن حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار سے اختتامی خطاب فرمایا جس میں آپ نے انصار کو چار اہم امور کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ جوانوں اور بچوں کو تو یہ بار بار نصیحت کی جاتی ہے اور والدین کو اِس کے لئے سب سے مؤثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ دو اور حقیقت میں والدین ہیں بھی ایک بہت مؤثر ذریعہ۔ لیکن اگر ان میں خود ہی، جن کی اکثریت انصار اللہ میں ہے، اس کام کی طرف پوری توجہ نہیں دی جا رہی تو وہ بچوں اور نوجوانوں کو کس طرح نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں یا ان پر نمازوں کی اہمیت واضح کر سکتے ہیں یا اس کی تلقین کر سکتے ہیں۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے بڑوں کو اس قدر تردّد سے اس طرف توجہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ان کو تو اس اہتمام سے نمازیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ اس طرف پوری توجہ نہ دینے کی وجہ سے جہاں خود انصار اللہ میں اپنی روحانی حالت میں ٹھہراؤ یا گراوٹ کا اظہار ہوتا ہے وہاں اگلی نسلوں میں نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ نہ دلانے کا باعث بھی بن رہا ہے۔ تقویٰ سے دور لے جانے والا بن رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ کوئی دعا یا ذکر بتائیں جس سے ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا ہو اور وہ پاک تبدیلی اگر پیدا ہو جائے تو پھر قائم بھی رہے۔ حضور نے فرمایا کہ سب سے بڑی دعا اور سب سے بڑا ذکر نماز ہی ہے بشرطیکہ وہ اس کا حق ادا کرتے ہوئے ادا کی جائے۔

حضور نے فرمایا: پس جب انصار اللہ کا نام اپنے ساتھ لگایا ہے تو سب سے پہلا اور بڑا اور اہم تقاضا انصار اللہ بننے کا یہی ہے کہ اس کی عبادت کے معیار قائم کئے جائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ مَیں کچھ اور باتوں کی طرف بھی آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ دینی علم کی طرف توجہ اور اس کا حصول۔ یہ قرآنِ کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ پنگھوڑے سے لے کر لحد یعنی قبر تک علم حاصل کرو اور یہ علم حاصل کرتے چلے جانا ایک مومن کا فرض ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے۔ لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شائد ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو خود کو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شائد مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آ جایا کرتی ہے۔ تو جس کو علم حاصل کرنے کا شوق ہو وہ تو پڑھتا رہتا ہے اور بغیر کسی تکبر کے جہاں سے ملے پڑھتا رہتا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ علم پھر سب سے بڑھ کر تبلیغی میدان میں کام آتا ہے۔ انصار اللہ کی ایک خاصی تعداد ایسی ہے جو فارغ ہے تو بجائے گھر میں بیٹھنے کے، گھر والوں کو پریشان کرنے کے مجلس انصار اللہ کو باقاعدہ ایسی سکیم بنانی چاہئے جس کے تحت انصار اللہ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد